حلیۃ المسلمین

ترجمہ

اللحیۃ فی نظر الدین

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ

مع رسالہ

اعفاء اللحیۃ

از

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

ناشر

مکتبہ صفدریہ

نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (القرآن)

اور جو علم تمہیں رسول دے سو
تم اسے لے لو اور جس چیز سے
وہ تمہیں منع کرے اس سے باز آجاؤ۔

اللحیۃ فی نظر الدین

مختصر رسالہ جو عہد حاضر کے
چار علمائے اسلام کے اقوال پر مشتمل ہے

۱۔ استاذ علی الطنطاوی ۲۔ الشیخ محمد ناصر الدین البانی
۳۔ الشیخ عبد العزیز بن باز ۴۔ الشیخ سید سابق

شرکۃ الاسلامیۃ للطباعۃ والنشر المحدودۃ (بغداد) ٹیلیفون ۵۹۲۵
ناشر
مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

طبع نہم مئی ۲۰۱۰ء

نام کتاب .... حلیۃ المسلمین

تالیف .... امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

تعداد .... گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت .... -/۲۸ (اٹھائیس) روپے

مطبع .... مکی مدنی پرنٹرز لاہور

ناشر .... مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور ☆ مکتبۃ الحسن اردو بازار لاہور

☆ دار الکتاب اردو بازار لاہور ☆ بک لینڈ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ سلطان عالمگیر اردو بازار لاہور ☆ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور

☆ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان ☆ مکتبہ حقانیہ ملتان

☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان ☆ مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک

☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک ☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور

☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی ☆ مکتبہ فریدیہ اسلام آباد

☆ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ☆ ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی

☆ اقبال بک سنٹر جہانگیر پارک کراچی ☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی

☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ ☆ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

☆ ظفر اسلامی کتب خانہ جامع مسجد بوہڑ والی گکھڑ

فہرست مضامین حلیۃ المسلمین

دیباچہ طبع سوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،

اَمَّا بَعْدُ !

چند سال قبل ایک مختصر کتابچہ کا (جس میں بیرونی ممالک کے چار جید اور حق گو علما کے فتوے درج تھے) اس راقم اثیم نے ترجمہ کیا تھا۔ اس رسالہ کے مندرجات کو حضرات علمائے کرام، طلبۂ عظام اور علم دوست عوام نے بڑا ہی پسند کیا اور بارہا اس کے دوبارہ طبع کرانے کا تقاضا ہوا مگر گوناگوں مصروفیات اور بے حد مشاغل کی وجہ سے اس پر نظر ثانی کرنے کا موقع میسر نہ ہو سکا اب خدا خدا کر کے تھوڑا سا وقت اس کے لیے نکالا گیا اور ضروری معلوم ہوا کہ طبع سوم کے دیباچہ میں چند ضروری باتیں عرض کر دی جائیں۔

(۱) داڑھی کو سنت کے مطابق رکھنے کا اہم مسئلہ تو صحیح احادیث کی روشنی میں
اصل کتابچہ میں درج ہے اور تسلیم کرنے والوں کے لئے یہ دلائل اصولی طور پر
کافی اور وافی ہیں اس مقام پر جو بات عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ کتب حدیث،
شروح حدیث اور فقہ اسلامی میں داڑھی کے مسئلہ کو اور اس کی ضرورت کو
خوب واضح اور اجاگر کیا گیا ہے۔ اس مسئلہ کی دینی اہمیت پر اردو میں بھی بعض
رسالے نظر سے گذرے ہیں جن میں ایک رسالہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید
حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کا، دوسرا رسالہ
حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کا اور
تیسرا رسالہ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب فاضل دیوبند ساکن درویش
متصل ہری پور ہزارہ کا ہے جس میں زمانہ حال کے متجدد مودودی صاحب کے باطل
نظریہ کا اچھی طرح جائزہ لیا گیا ہے چوتھا رسالہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
کا ہے اور پانچواں حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ کا ہے۔ یہ سب مفید رسالے ہیں
حضرات صحابہ کرامؓ اتباع تابعینؒ کے دور میں قبضہ   مٹھی بھر سے کم داڑھی کا کوئی
ثبوت نہیں اور خلافت راشدہ میں بھی اس کی کوئی مثال موجود نہیں اس مبارک
دور میں تمام مسلمان از شرق تا غرب از شمال تا جنوب جہاں بھی موجود تھے وہ
داڑھی کی پابندی کرتے تھے، البتہ یہود و مجوس اور نصاریٰ و دیگر باطل فرقوں کی بات
جُدا ہے لیکن جس زمانہ میں خلافت راشدہ نہ تھی اور اسلام کے احکام بھی من وعن نافذ

نہ تھے اس زمانہ میں بھی بے ریش کو انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور حسب مقدرت اس کو سزا دی جاتی تھی تاکہ دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہو چنانچہ مشہور مورخ اور مفسر حافظ عماد الدین ابن کثیر الشافعیؒ (المتوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ ۷۰۶ھ میں دمشق میں رملنگوں کے (قلندریہ فرقہ کے کچھ لوگوں نے ڈاڑھیاں منڈھوا دیں تو اس وقت کے بادشاہ سلطان حسنؒ بن محمدؒ نے حکم دیا کہ ان کو ملک بدر کر دیا جائے اور اس وقت تک ان کو اسلامی شہروں میں داخل نہ ہونے دیا جائے جب تک کہ وہ اس کافرانہ شعار سے توبہ نہ کریں حافظ موصوفؒ لکھتے ہیں کہ یہ فعل باجماع امت حرام ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۴)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۳۶۲ھ) لکھتے ہیں کہ اجماع امت یہ ہے کہ ایک قبضہ سے ڈاڑھی کم کرنا حرام ہے۔

(نوادر النوادر جلد ۲ صفحہ ۴۴۳)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ ایک قبضہ ڈاڑھی رکھنی واجب ہے اور اس مقدار سے کم کرنا حرام ہے۔

شرح مشکوٰۃ حدیث خصال فطرت (ڈاڑھی کی اسلامی حیثیت صفحہ ۱۴ و ۱۵)

مشہور فقیہ حافظ ابن الہمام الحنفیؒ (المتوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں کہ

واما الاخذ منہا وھی دون ذلک	لیکن ڈاڑھی ترشوانا جب کہ وہ ایک مشت
کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ	سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی اور مخنث

الرجال فلم یبحہ احد واخذ
کلہا فعل یہود الہند ومجوس الاعاجم
(فتح القدیر جلد ۲ ص طبع مصر)

قسم کے مردوں کا فعل ہے تو اس کو کسی نے
بھی مباح قرار نہیں دیا اور سب داڑھی کا منڈانا
تو ہندوستان کے ہندوؤں اور عجم کے مجوسیوں کا طریقہ

ان تصریحات کی موجودگی میں داڑھی منڈوانے اور مٹھی سے کم ترشوانے کے حرام اور گناہ ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

(۲) ایک طرف یہ ٹھوس حوالے ملاحظہ کریں اور دوسری طرف مودودی صاحب کا یہ خالص اختراعی نظریہ ملاحظہ فرمائیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

آپ کا یہ خیال کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول یا اسوۂ رسول ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہٖ وہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم رکھنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جاتے رہے ہیں۔ مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے۔ (رسائل ص۲۴۰ و ص۲۰۸)

مودودی صاحب کی بیباکی اور جرأت ملاحظہ کیجئے کہ داڑھی جیسی سنت صحیحہ کی اتباع اور پیروی پر اصرار کرنے کو سخت قسم کی بدعت اور خطرناک تحریف دین کہتے ہیں، اس کا مطلب تو بالفاظ دیگر یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی

سے لے کر تشمولیت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

نہ صرف یہ کہ سخت قسم کی بدعت کے مرتکب رہے بلکہ خطرناک قسم کی تحریف دین میں

مبتلا رہے کیونکہ بقول ابن ہمامؒ کسی نے قبضہ سے کم ڈاڑھی کو مباح تک قرار نہیں دیا

تو پھر اس کے سنت ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ مگر مودودی صاحب ہیں جو

اس کو سخت قسم کی بدعت اور خطرناک تحریف دین کہتے ہیں، کسی صحیح حدیث سے

ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ڈاڑھی مبارک ترشوائی ہو۔

ایک مودودی قسم کے مولوی صاحب نے مودودی صاحب پر احسان

اور کرم فرمائی کرتے ہوئے ڈاڑھی کو کم کرنے کے جواز پر ایک حدیث پیش کی ہے مگر

ان کا استدلال اس سے بالکل باطل ہے وہ روایت حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے

یوں مروی ہے کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان	آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی مبارک
یأخذ من لحیتہ من عرضہا و	کو عرض اور طول سے کٹوایا کرتے تھے۔

طولہا۔ ترمذی جلد ۲ ص۱۰۰ و مشکوٰۃ جلد ۲ ص۳۸۰

اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو فی الجملہ ڈاڑھی ترشوانے پر اس سے استدلال

صحیح ہوتا لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی سند میں عمر بن ہارون نامی راوی

ہے۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابن مہدیؒ اور امام احمدؒ اور امام نسائیؒ فرماتے

ہیں کہ وہ متروک ہے۔ امام یحییٰ بن معینؒ اس کو کذاب خبیث کہتے ہیں اور اسی طرح

صالح جزرۃ فرماتے ہیں، امام ابن المدینی اور دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ بے حد
ضعیف ہے (ضعیف جداً) امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے (محصلہ
میزان الاعتدال جلد ۲ ص۲۱۳ طبع مصر) امام ابوحاتم اس کو ضعیف الحدیث
کہتے ہیں، (تہذیب التہذیب جلد ۷ ص۵۰۲) امام ابوعلی الحافظ اس کو متروک الحدیث
کہتے ہیں اور محدث ساجی کہتے ہیں کہ اس میں ضعف ہے ابونعیمؒ فرماتے ہیں کہ وہ
منکر حدیثیں بیان کرتا ہے اور وہ محض ہیچ ہے (ایضاً جلد ۷ ص۵۰۳) اور امام عجلیؒ
کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے (ایضاً جلد ۷ ص۵۰۳) امام ترمذیؒ اس حدیث کو نقل
کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عمر بن ہارون کی یہ روایت
لیس لہ اصل بالکل بے اصل ہے (ترمذی جلد ۲ ص۱۰۰ و تہذیب التہذیب ص۵۰۲)
انتہائی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ ایسی بے بنیاد حدیث سے نہ صرف یہ کہ
استدلال کیا جاتا ہے بلکہ اس کو صحیح احادیث کے معارضہ میں پیش کر کے
اس سے ایک ایسا نظریہ ثابت کیا جا رہا ہے جس کا خیر القرون میں سرے سے
کوئی وجود ہی نہ تھا۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر داڑھی اعتدال کی حالت میں ہو
تو اس کو اپنی اصلی حالت پر رہنے دیا جائے اور بالکل نہ چھیڑا جائے۔ امام نوویؒ
الشافعیؒ (المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ

فحصل خمس روایات اعفوا واوفوا وارخوا وارجوا ووفروا ومعناها کلها
اعفوا اوفوا ارخوا ارجوا وفروا ان سب کا معنی یہ ہے کہ داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑ دو اس

ثم حملها على ما انها خلاف ظاهر من الحدیث الذی یقتضیه الفاظہ ؟	حدیث کے ظاہری الفاظ اسی کو چاہتے ہیں ۔

شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹

ہاں اگر کسی شخص کی ڈاڑھی حد سے زیادہ لمبی ہو اور جاہل لوگ اس سے تمسخر کرتے ہوں تو قبضہ (مٹھی بھر) سے زیادہ کو کٹوا دینا درست ہے ۔ چنانچہ حضرت مولانا عثمانی المتوفی ۱۳۶۹ھ لکھتے ہیں کہ

وفی الدر المختار لاباس باخذ اطراف اللحیۃ والسنۃ فیھا القبضۃ قال ابن عابدین ھو ان یقبض الرجل لحیتہ فما زاد منھا علی قبضۃ قطعہ کذا ذکرہ محمد فی کتاب الآثار عن الامام قال وبہ ناخذ اھ	درمختار میں ہے کہ ڈاڑھی کے اطراف کو کٹوانے میں کوئی حرج نہیں اور سنت یہ ہے کہ وہ ایک قبضہ (مٹھی بھر) ہو علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کو مٹھی میں لیا جائے جو حصہ قبضہ سے زائد ہو اس کو کاٹ دے ۔ اسی طرح امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے
فتح الملہم جلد ۱ صفحہ ۴۲۱	اور کہا ہے کہ اسی پر ہمارا عمل ہے ۔

اور قبضہ سے زائد کٹوانے کے بارے میں بعض صحابہ کرام کے صحیح آثار موجود ہیں چنانچہ حضرت امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ

وکان ابن عمرؓ اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ (بخاری ص۸۷۵)

کہ وہ جب حج یا عمرہ ادا کرتے تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں لے لیتے جو قبضہ سے زیادہ ہوتی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

اور امام ابو داؤدؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت مروان بن سالم المقفعؒ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ

قال رأیت ابن عمرؓ یقبض علی لحیتہ فیقطع ما زاد علی الکف (ابو داؤد جلد ۱ صـ۳۲۱)

میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں لیتے جو حصہ مٹھی سے زائد ہوتا اسے کاٹ دیتے تھے۔

اور اسی طرح حضرت عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کا ثبوت ہے (حاشیہ بخاری جلد ۲ صـ۸۷۵) ان اکابر حضرات صحابہ کرامؓ کا یہ عمل اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کے پاس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت تھا ورنہ وہ ایسا نہ کرتے اور اگر بالفرض وہ بلا ثبوت ایسا کرتے تو دیگر حضرات صحابہ کرامؓ ان پر اعتراض کرتے جب یہ کارروائی بحضور صحابہؓ ہوئی اور کسی کا انکار ثابت نہیں تو یہ اس کے ثبوت کا بیّن قرینہ ہے لیکن قبضہ سے کم ڈاڑھی کا کٹوانا ہرگز ثابت نہیں ہے، اور یہ سنت کا کم سے کم درجہ ہے اس سے کم حرام اور گناہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

(۳) مونچھوں کے بارے میں حضرات ائمہ فقہاءؒ کا خاصا اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں

کہ ان کا ہونٹ کے برابر تک رکھ کر کٹوانا بہتر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ناک کے سامنے سے صاف کردی جائیں اور دائیں بائیں ڈاڑھی کی طرح چھوڑ دی جائیں، بعض فرماتے ہیں کہ قینچی کے ساتھ خوب صاف کردی جائیں اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور ان کے جلیل القدر شاگرد فرماتے ہیں کہ اُسترے کے ساتھ مونچھوں کا منڈانا زیادہ بہتر اور افضل ہے چنانچہ علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ

قال الطحاویؒ الحلق ھو	امام طحاویؒ نے کہا کہ مونچھوں کا منڈانا امام
مذھب ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ ومحمدؒ	ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا مذہب ہے

فتح الملہم جلد ۱ ص ۳۳۲

یہ مسئلہ امام طحاویؒ (المتوفی ۳۲۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب شرح معانی الآثار جلد ۲ ص ۳۳۰ میں ذکر کیا ہے اور ص ۳۳۲ میں باب حلق الشارب میں قائم کیا ہے اور اس پر محدثانہ نقطۂ نظر سے دلائل قائم کر کے ص ۳۳۳ میں لکھا ہے وھذا مذھب ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ ومحمدؒ۔ اور علامہ محمود بن احمد العینیؒ (المتوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں کہ

وذکر الطحاویؒ ان حلق الشارب	امام طحاویؒ نے ذکر کیا ہے کہ مونچھوں کا منڈوانا
ھو السنۃ عند ابی حنیفۃ لقولہ	ہی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سنت ہے
علیہ السلام احفوا الشارب اھ	کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
(عینی شرح کنز ص ۲۰)	کہ مونچھوں کو خوب صاف کرو۔

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کے مسلک
کو جس طرح امام طحاویؒ جانتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا یہی وجہ ہے کہ دیگر
مسالک والے امام طحاوی کو زعیم الاحناف (یعنی حنفیوں کے وکیل اعظم) کہتے
ہیں۔ اس لئے حضرت امام اعظمؒ اور ان کے شاگردوں کا مسلک بیان کرنے کے لئے
لئے امام طحاوی کا قول ہی حرف آخر ہے کسی دوسرے فقیہ کی بات ان کی اپنی ذاتی
تحقیق تک محدود رہے گی۔ یہ بات امام اعظمؒ کے نزدیک مونچھوں کا استرے
سے منڈھوانا ہی ہے۔ اور بس۔

(۲) ڈاڑھی منڈھوانے کی لاعلاج بیماری تو آج کل اکثر مسلمانوں میں وبا کی
طرح پھیل گئی ہے لیکن اس سے بڑھ کر المیہ یہ ہے کہ اکثر حفاظ قرآن، قراء اور بعض
مولوی ڈاڑھی کتراتے ہیں اور بسا اوقات ان کی ڈاڑھی قبضہ سے خاصی کم ہوتی ہے
اور باین ہمہ وہ رمضان شریف میں تراویح اور دیگر نمازوں میں امامت کے عہدہ
جلیلہ پر فائز رہتے ہیں اور بعض مقامات پر تو دوامی امام مسجد بھی مٹھی بھر سے
کم ڈاڑھی رکھتے ہیں اور بدستور امام بنے رہتے ہیں۔ حالانکہ فقہاء کرامؒ نے تصریح
کی ہے کہ مٹھی بھر سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے بجائے اس
کے کہ ہم فقہ کی کتابوں سے حوالے نقل کرکے ان کے تراجم عرض کریں یہ مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ چند جید علماء کرام کے فتوے اس مسئلہ پر نقل کر دیئے جائیں
جو "ڈاڑھی کی اسلامی حیثیت" نامی کتاب میں نقل کئے گئے ہیں۔

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک مسجد کا متقی غیر حافظ امام موجود ہے، رمضان شریف میں تراویح میں قرآن پاک سُننے کے لئے ایک حافظ مہیا کیا گیا ہے جس کی داڑھی کتری ہوئی ہے ایسے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنے کا کیا حکم ہے؟
(بیّنوا توجروا)

الجواب:- نماز تراویح میں کل قرآن شریف سُننا سنت ہے اور ایک قبضہ سے کمتر کر کے داڑھی کا کم کرنا حرام ہے جس کی وجہ سے وہ داڑھی کترا حافظ فاسق ہو گیا پس اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے ایسی صورت میں تراویح متقی امام مسجد کے پیچھے الم ترکیف سے پڑھ لے فاسق حافظ کے پیچھے نہ پڑھے، فقط

(مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ و غفر اللہ علیہ دہلی۔

(۲) الجواب صحیح (حضرت مولانا) محمد شفیع (صاحب) عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ عبد الرب دہلی۔

(۳) بے شک یہ شخص اس فعل کی وجہ سے فاسق ہو گیا ہے اور حسب فتویٰ کبیری وشامی ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر توبہ نہ کرے۔

(حضرت مولانا) مظہر اللہ (صاحب) امام مسجد فتحپوری دہلی

(۴) مقدار قبضہ داڑھی رکھنی واجب ہے اس سے کم کرانا اور منڈوانا حرام ہے اس لئے فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

(حضرت مولانا محمد اشفاق (صاحب) مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی)

حضرت مفتی صاحب کا جواب بالکل صحیح ہے۔

(حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ صدر مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند)

(۴) بے شک یہ شخص جب تک توبہ نہ کرے فاسق ہے اور اس کے پیچھے تراویح

مکروہ تحریمی واجب الاعادہ (یعنی ان کا دوبارہ پڑھنا واجب اور ضروری ہے) ہیں

(حضرت مولانا محمد عبدالحفیظ صاحب) مدرسہ نعمانیہ دہلی۔

(۵) بلاشبہ ڈاڑھی کترے حافظ فاسق فاجر ہیں ان کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا سنت

تراویح مکروہ تحریمی ہے اگر مجبوری ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو

نماز پھیر لے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اور مدت گذر چکی ہو کذا فی المسائل۔ ڈاڑھی

کترے آدمی سید قاری، حافظ عالم فاضل ہونے سے مستحق امامت نہیں ہو سکتے

اگر کسی مسجد میں امام ڈاڑھی کترا ہے تو وہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں چلا جائے

انتہی مختصراً حررہ العبد الضعیف الراجی رحمۃ اللہ القوی ابو البرکات سید محمد مدرس دارالعلوم

حزب الاحناف لاہور۔

(۶) اہل محلہ کے ذمے لازم ہے کہ ڈاڑھی کترے حافظ کو فوراً الگ کر دیں اور

متشرع حافظ قرآن امام کے پیچھے تراویح پڑھیں فقط۔

(حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عفی عنہ مقیم مسجد لائن والی لاہور)

(۷) حدیث صلوا خلف کل بر وفاجر ضعیف ہے لائق استدلال

نہیں، ڈاڑھی کترانے والا مخالف شرع معلن بالفسق ہے۔ جو ڈاڑھی کے

رسول حکم کو بنظر حقارت دیکھتا ہے ایسے کی تو شہادت بھی معتبر نہیں وہ امامت
کے لئے کیونکر لائق ہو واللہ اعلم بالصواب

(فقیر حضرت مولانا) عبد الواحد بن عبد اللہ الغزنوی

(۱۰) داڑھی کا قبضہ بھر سے کم ہونا مخالف سنت رسول ہے اور ایسے شخص کے
پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (حضرت مولانا) اصغر علی روحی رحمہ اللہ تعالیٰ و اعلیٰ عنہ
پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور۔

(۱۱) الجواب صحیح عبدہٗ (حضرت مولانا) نور الحق (صاحب) پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور

(۱۲) الجواب صحیح (حضرت مولانا) نجم الدین (صاحب) معلم علی اورنٹیل کالج لاہور

غرضیکہ اس فتویٰ پر دیوبندی اور بریلوی اور غیر مقلد علماء کا اتفاق ہے۔ اور
فقہاء کرام کے واضح اقوال کی روشنی میں یہ مرتب کیا گیا ہے اس کے پیش نظر حفاظ
قرآن، ائمہ مساجد اور خصوصاً نمازیوں کو یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ نماز کس طرح صحیح درست
اور مطابق سنت ادا ہوتی ہے اور کس صورت میں مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ
ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سنت پر قائم و دائم رکھے اور ہر قسم کے گناہ سے
محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

احقر الناس ابو الزاہد محمد سرفراز خطیب جامع گکھڑ و مدرس
مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۱۸ رجب ۱۳۸۶ھ
۲۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء

گذارشِ مترجم

مُبَسْمِلاً وَّ مُحَمِّدًا وَّ مُصَلِّیًا۔ اِس پُرفتن اور پُرآشوب دورِ تہذیب و تمدن میں جس طرح قرآن کریم اور حدیث شریف کی تعلیم سے مسلمان بے رُخی اور بے التفاتی کر رہے ہیں وہ کس سے مخفی ہے؟ اور مجموعی لحاظ سے اسلام کے ایک ایک حکم سے جو غفلت اور بے اعتنائی برتی جا رہی ہے وہ کس سے پوشیدہ ہے؟ مگر سنت کے مطابق قبضہ (مٹھی بھر) ڈاڑھی رکھنے کا مسئلہ اپنے سلبی اور منفی پہلو کے اعتبار سے کچھ ایسا عالمگیر اور عمومی رنگ اختیار کر چکا ہے جس کی لپیٹ میں آکر تقریباً سطحِ ارضی کے بیشتر مسلمان گرفتار ہیں۔ اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ اور تعجب اور حیف ہے ان لوگوں پر جو ڈاڑھی رکھنے کو ایک مجذوبانہ (اور مجنونانہ) فعل کہتے ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ) جیسا کہ اس پیشِ نظر رسالے سے یہ واضح ہوگا جس کا مختصر جواب عہدِ حاضر کے چار مشہور (غیر پاکستانی) اہلِ علم و قلم نے دے کر اپنا فریضہ ادا کیا ہے اور ڈاڑھی کو سنت مؤکدہ بلکہ واجب ثابت کیا ہے اور بے ریش کی سطحی موشگافیوں اور وسیسہ کاریوں کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دی ہیں اور اس کے تمام شبہات کے بخیے ادھیڑ دیئے ہیں اور حیف بر حیف تو ان نام نہاد مجتہدوں پر ہے، جو عین سنت کے مطابق قبضہ (مٹھی بھر) ڈاڑھی رکھنے کو ایک سخت قسم کی بدعت اور خطرناک تحریفِ دین کہتے ہیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

رسالہ ہذا میں بہت ہی مختصر طور پر بعض نقلی اور عقلی دلائل پیش کر کے اس مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے۔ اگرچہ بحث کے بعض پہلو تا ہنوز تشنہ ہیں مگر حقیقی بحث اس میں اختصاراً آچکی ہے۔ وہ ایک حد تک کافی تسلی بخش ہے۔ اس لئے ہم نے اپنے بعض مخلص دوستوں کے تقاضا کے پیش نظر اس کا سلیس با محاورہ اور قدرے آزاد ترجمہ کر دیا ہے

اللہ تعالیٰ ہر ایک غیور مسلمان کو اپنے پیارے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی پیاری سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

ع وَیَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ آمِیْنًا۔

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ ط

اَحْقَرُ اَبُو الزَّاھِد محمد سرفراز خان صفدر

خطیب جامع مسجد گکھڑ منڈی

۱۳۷۸ھ

۲۲ ربیع الثانی

مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۶ نومبر ۱۹۵۸ء

یوم الخمیس بعد العصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كلمة الناشر

يتساءل بعض الناس عن إعفاء
اللحية هل هو من الدين، أم
مجرد عادة كانت موجودة فلم
يعترض عليها الإسلام، وما هو
نظر الدين في حلقها أو الأخذ
منها؟

ولقد كثر هذا التساؤل خصوصا
حينما لاحظ الناس أن بعض الشباب
المسلم قد أعفوا لحاهم فعجب أناس من
هذا الأمر واستنكره بعضهم و
علله آخرون بأن ذلك تطبيق
لسنة متروكة، واعترض عليه أناس
لما فيه من خروج على تطور المجتمع
ومدنيته وظل بعضهم حائرا لا

سخن ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعض لوگوں نے ڈاڑھی رکھنے کے بارے میں
یہ سوال کیا ہے کہ کیا ڈاڑھی رکھنا دین سے
تعلق رکھتا ہے یا یہ عمل محض ایک عادت
کے طور پر تھا جس پر اسلام نے کوئی اعتراض نہیں کیا
بعض لوگوں نے ڈاڑھی رکھنے کے بارے میں
یہ سوال کیا ہے کہ کیا ڈاڑھی رکھنا دین سے
تعلق رکھتا ہے یا یہ محض ایک عادت کے
طور پر تھا جس پر اسلام نے کوئی اعتراض
نہیں کیا؟ اور یہ کہ دین میں ڈاڑھی منڈانے
یا کتروانے کا کیا حکم ہے؟

بلاشک یہ سوال کثیر الوقوع ہے خصوصیت سے
جبکہ بعض مسلم نوجوانوں کو بعض لوگوں نے
باریش دیکھا تو اس پر انکو تعجب ہوا اور بعض نے
اس عمل کو مکروہ اور معیوب سمجھا اور بعض دوسروں
نے اس کی علت یہ بیان کی کہ اس طرح ڈاڑھی

هُوَ الَّذِي عَرَفَ أَنَّ ذٰلِكَ أَدَاءُ وَاجِبٍ
دِينِيٍّ وَتَحْقِيقًا لِأَمْرِ الرَّسُولِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. الَّذِي أَمَرَنَا
اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى بِالتَّمَسُّكِ
بِسُنَّتِهِ (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) وَمِنَ
الْمُؤْسِفِ أَنَّنَا مَعْشَرَ الشَّرْقِيِّينَ وَ
خُصُوصًا الْعَرَبَ الْمُسْلِمِينَ بَارِعُونَ
فِي مُحَاكَاةِ الْغَرْبِيِّينَ وَالتَّهَافُتِ
عَلٰى قُشُورِ حَضَارَتِهِمْ فَنَتْرُكُ
الصِّنَاعَاتِ وَنَتَشَبَّثُ بِاَخْلِ
الْكَمَالِيَّاتِ وَمَا فِيهِ ضَرَرُنَا
وَهَلَاكُنَا. إِنَّ الْمُتَأَمِّلَ فِي
مُجْتَمَعَاتِنَا يَجِدُهَا مَزِيجًا
مِنْ أَزْيَاءٍ عَدِيدَةٍ وَمَنَاحِيَ
شَتّٰى وَمَظَاهِرَ مُخْتَلِفَةٍ
وَلَيْسَتْ مُتَّحِدَةً لَا فِي

رکھتا سنت موکدہ کی تعمیل کرتا ہے۔ اور کچھ
لوگوں نے اس پر یوں اعتراض کیا کہ ڈاڑھی رکھنے کی
وجہ تمدن و ترقی کے طور و طریق سے خروج
کرتا ہے اور بعض لوگ اس سلسلہ میں بالکل متحیر
ہیں اور اس امر کی کوئی تشریح وہ نہیں کر سکے۔
اور بہت تھوڑے لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو
ڈاڑھی رکھنے کو ایک واجب دینی کی ادائیگی کا ذریعہ
اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو
پورا کرنے کا ایک وسیلہ سمجھتے ہیں کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے آپ کی سیرت اور سنت کے
ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد
خداوندی ہے کہ جو حکم تمکو رسول (صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) دے سو تم لے لو اور جس چیز سے
وہ منع کرے سو اُسے چھوڑ دو۔ افسوس تو
اس بات کا ہے کہ مشرق اور علی الخصوص
عرب کے مسلمان اہل مغرب کی حکایت اور
نقل اتارنے میں پیش پیش ہیں اور ان کے

اَلْمَظْهَرِ وَلَا فِي الْمَخْبَرِ ۔

وَإِذَا مَا رَجَعْنَا قَلِيْلًا إِلَى الْوَرَاءِ
نَجِدُ أَنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ كَانُوْا
يُقَلِّدُوْنَ الْأَتْرَاكَ فِيْ تَطْوِيْلِ
شَوَارِبِهِمْ وَحَلْقِ لِحَاهُمْ ثُمَّ بَعْدَ
فَتْرَةٍ مِنَ الزَّمَنِ أَخَذَ بَعْضُ النَّاسِ
يُصَغِّرُوْنَ الشَّوَارِبَ تَمَامًا كَادَ
لِيُقَلِّدُوا النَّازِيِّيْنَ وَبَعْضُهُمْ يَجْعَلُ
الشَّوَارِبَ كَبِيْرَةً تَقْلِيْدًا لِلسَّالِفِيْنَ وَ
آخَرُوْنَ يَحْلِقُوْنَ شَوَارِبَهُمْ وَلِحَاهُمْ
تَشَبُّهًا بِالْإِنْكِلِيْزِ وَالْفَرَنْسِيِّيْنَ
وَهٰكَذَا نَجِدُ أَنَّهُمْ إِنَّمَا يَسِيْرُوْنَ
وَرَاءَ الْأَجَانِبِ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ مَضَايِقٍ
أَمَّا التَّابِعُ فَهُمْ أَبْعَدُ النَّاسِ
عَنْهُ شَعَرُوْا أَوْ لَمْ يَشْعُرُوْا وَصَدَقَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ

ظاہری تمدن پر مفتون ہو کر ہم اپنی مفید
صنعتوں کو ترک کر کے ان کے نام نہاد ترقی
یافتہ اصول کو اپناتے ہیں جس کے اندر
ضرر اور ہلاکت مضمر ہے ہماری اجتماعی
زندگی کو بغور و فکر ملاحظہ کرنیوالا اس
امر کا صحیح اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ مختلف
فیشنوں اور متعدد عناصر اور بہت سے
مظاہر سے مخلوط ہے اور کسی ایک نقطۂ
اتحاد نہیں ہے نہ تو ظاہر میں اور نہ باطن
میں اور جب ہم کچھ قدر پیچھے کی طرف
مڑ کر دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے
کہ اکثر لوگ مونچھیں بڑھانے اور داڑھیاں
منڈوانے میں ترکوں کی تقلید کیا کرتے
تھے، پھر گردش زمانہ کے سبب بعض لوگوں
نے ہٹلر اور نازیوں کی نقل کرتے ہوئے
مونچھوں کو کم کرنا شروع کر دیا اور بعض
لوگوں نے اسلاف کی تقلید کرتے ہوئے

قبلکم حذو القذة بالقذة
حتی لو دخلوا جحر
ضب لدخلتموه قالوا الیهود
والنصاری یا رسول اللہ؟
قال فمن، وھذا لا یقتضی
عدم وجود غیر مقلدین فلا
یزال اکثر مسلمی الھند
متمسکین بدینھم متمیزین
بازیائھم۔

مونچھوں کو کثیف رکھنا) کرنا شروع کر دیا۔
اور بعض لوگوں نے انگریزوں اور فرانسیسیوں
کی پیروی کرتے ہوئے مونچھیں اور ڈاڑھیں
بالکل منڈوانی شروع کر دیں اور ہمارا یہ
مشاہدہ ہے کہ مسلمان ہر ایک مضر چیز میں
بیگانوں کی تقلید کرتے ہیں۔ اور نافع امور
میں تو ان کی اقتدا کرنے والوں میں سے
بعید تر مسلمان ہی رہے ہیں ان کو اس کا
شعور ہو یا نہ ہو حقیقت بہر حال یہی ہے

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا ہی خوب ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تم ہو بہو پہلے لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے جیسے تیر کا پر تیر کے پر کے بالکل برابر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے حضرات صحابہ کرام رضؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا وہ پہلے لوگ یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا تو اور کون ہیں؟ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام مسلمان یہود و نصاریٰ کی تقلید کریں گے کیونکہ ہندوستان کے اکثر مسلمان اپنے دین پر عمل پیرا ہیں اور اپنے لباس اور وضع قطع میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔

وبعد فنحن مامورون

باین ہمہ ہم تو صرف ا[illegible] ہے مامور

بتطبيق تعاليم الإسلام على
أنفسنا وبيوتنا وندعو الناس
إلى العمل بها. الإسلام كلٌّ
لا يتجزّأ فلا يصحّ أبدًا أن
نقبل منه أمورًا ونغضّ الطرف
عن أخرى.

کہ ہمارے نفوس اور ہمارے گھر عین اسلامی تعلیم
کے مطابق ہوں، اور ہم خود عامل ہوکر
دوسرے لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت
دیں۔ اسلام ایک ایسا کلی ضابطہ اور قانون
ہے کہ اس کی تجزی نہیں ہوسکتی۔ اندریں
حالات کسی طرح بھی یہ درست نہیں کہ
ہم اسلام کے بعض احکام کو تو لے لیں
اور دوسرے احکام سے آنکھیں بند کرلیں

واللحية مثال بسيط على مقدار
تقبّل الناس لأحكام الدين وشعورهم
نحوها وانسياقهم أكثر من
وراء أهوائهم ورغبات
نفوسهم كأن الدين يجب
أن ينزل على آرائهم
بدل أن ينزلوا هم على
تعاليمه.

اور ڈاڑھی تو ایک ایسی عمومی مثال ہے
جس کے ذریعہ لوگوں کے احکام دین
قبول کرنے اور اس سے ان کے دینی شعور کا
صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ لیکن
اکثر لوگ تو محض اپنی خواہشات اور اپنے
نفوس کی مرغوب اشیاء کی طرف ہی مائل
ہیں گویا یہ ضروری ہے کہ دین ان کی
مرضیات کی مطابق نازل ہو نہ یہ کہ وہ اسلامی
تعلیمات پر پورے اتریں۔

لقد اكتفينا بهذه الاحاديث الاربعة
المختصرة. فالبحث طويل ومتشعب
ولكن الحق واضح لكل ذي عينين
فقد تنكر العين ضوء الشمس من
رمد وينكر الفم طعم الماء من سقم -
وصدق رسول الله صلى الله عليه
وسلم حيث يقول بدأ الاسلام
غريبا وسيعود غريبا كما بدأ
فطوبى للغرباء الذين يصلحون
ما افسد الناس من سنتي
ويقول المتمسك بسنتي عند
فساد امتي له اجر مائة شهيد
ورحم الله ذلك الرجل الصالح
الذي يقول رحم الله عبدا ظاهره باتباع
السنة وباطنه به وهم ثم قنعه
بعض بحظه من الحياة وكف نفسه
عن الشهوات وصد نفسه كل

ہم نے ان چار مختصر احادیث ہی پر اکتفا
کی ہے ورنہ بحث تو کافی پھیلی ہوئی ہے
اگرچہ حق ہر ایک بینا کے لئے واضح ہے مگر
جب آنکھ دکھ جاتی ہے تو اس کو سورج کی روشنی
بھی ناپسند ہوتی ہے۔ اور بیماری کے باعث
منہ کو پانی کا ذائقہ بھی کڑوا لگتا ہے۔ اور
جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ
فرمایا ہے کہ اسلام کی ابتدا غربت اور
انوکھے رنگ میں ہوئی۔ اور اسلام غربت
ہی کی حالت میں لوٹے گا جس طرح کہ اسی
حالت میں اس کی ابتدا ہوئی ہے۔
سو مبارک ہو غرباء کو اور وہ لوگ ہیں جو میری
اس سنت کی اصلاح کرتے ہیں جس کو
لوگوں نے بگاڑ دیا ہو۔ اور نیز آپ نے
ارشاد فرمایا کہ میری امت کے بگڑنے
کے وقت میری سنت پر عمل کرنے والے
کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ

الحول لم تحظى له قرحته ، وفقنا الله بالتمسك بالكتاب والسنة والهمنا الرشد والسداد والله اكبر ولله الحمد.

اپنے اس نیک بندہ پر رحمت نازل کرے جس نے یہ کہا ہے کہ جس شخص نے اپنی ظاہری زندگی سنت کی مطابق اور باطنی زندگی ہمیشہ مراقبہ میں اور اپنی آنکھیں حرام چیزوں سے بند کر کے بسر کی اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا حلال کھانے کا عادی بنایا تو یہی اس کی عقلمندی کی بین علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں بھلائی اور راہ راست کی سمجھ عطا فرمائے۔

اللہ اکبر و للہ الحمد۔

اعفاء اللحية

ڈاڑھی رکھنا

سؤال وجواب [1]

سوال وجواب

أحقيقة أن إطلاق اللحية من صميم الدين أم أنها مجرد عادة لم يعترض الإسلام عليها بشيء أو هي اتباعاً مظهراً من مظاهر البشاشة والجمال ... ما رأيكم ؟ نرجو أن في هذا الموضوع كلاما شافيا ؟

کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈاڑھی رکھنا دین سے متعلق ہے یا یہ محض ایک عادت تھی جس پر اسلام نے کوئی اعتراض نہیں کیا؟ میرے نزدیک تو ڈاڑھی رکھنا بد صورتی کا ایک مظہر و محض ایک مجذوبانہ فعل ہے۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ اس موضوع پر کوئی قابل تشفی

---

[1] مجلة الشهاب السورية العدد ١ السنة الاولى

الشعرُ على عدمِ الالتحاءِ

ل.ک بغداد

نبدأ أولاً بالجانب الشرعي في الموضوع. أنّ اللحيةَ يا صديقي الألمعيّ سنّةٌ مؤكّدةٌ من سنن الفطرة ففي البخاريّ ومسلمٍ والترمذيّ وأبي داودَ والنسائيّ عن عائشةَ رضي الله عنها عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم. قال عشرٌ من الفطرة قصّ الشارب وإعفاءُ اللحية والسواكُ واستنشاقُ الماء وقصّ الأظافر وغسلُ البراجم ونتفُ الإبط وحلقُ العانة وانتقاصُ الماء. قال مصعبٌ ونسيتُ العاشرةَ إلّا أن تكونَ المضمضةَ وربّما كانت العاشرةُ الختانَ لحديث الشيخين في ذلك.

بات بیان کرکے ہمیں مطمئن کیجیے۔ ڈاڑھی منڈوانے

پر مصر:

ل۔ک بغداد

ہم پہلے اس موضوع کے شرعی پہلو کو لیتے ہیں اے میرے پیارے ریش دوست ڈاڑھی رکھنا سنت موکدہ ہے جو سنن فطرت میں داخل ہے چنانچہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ مونچھیں کتروانا اور ڈاڑھی رکھنا اور مسواک کرنا اور ناک میں پانی ڈال کر اوپر کو کھینچنا اور ناخن کٹوانا اور انگلیوں کے شکن اچھی طرح دھونا تاکہ خشک ہو جائیں اور بغل کے بال اکھاڑنا اور زیر ناف بال صاف کرنا اور استنجا کرنا۔ اس حدیث کے راوی مصعب فرماتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیا ہوں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کلی کرنا

ہو۔ اور بہت ممکن ہے کہ وہ دسویں چیز جز کرنا ہو کیونکہ بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں اسی طرح آیا ہے۔

وَالْأَحَادِيثُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ وَالظَّاهِرُ أَنَّهَا مَصْرُوفَةٌ لِلْوُجُوبِ، فَإِنْ أَرَدْتَ آرَاءَ الْأَئِمَّةِ فَالْحَنَفِيَّةُ يَرَوْنَ أَنَّ حَلْقَهَا حَرَامٌ وَيَرَى غَيْرُهُمُ الْكَرَاهِيَةَ۔

اور حدیثیں اس باب میں بہت ہی زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ سب ہی وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ اسے میرے عزیز دوست اگر تو ائمہ دین کے فیصلوں کو بھی ملاحظہ کرنا چاہتا ہے تو وہ بھی سن لے۔ علماء احناف کا یہ فیصلہ ہے کہ داڑھی منڈوانا حرام ہے۔ اور دوسرے حضرات اس کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔

أَمَّا شُبْهَةُ الْجِدِّ بِقَوْلِهِ فَهِيَ أَوْهَى مِنْ أَنْ يُعَلَّقَ عَلَيْهَا فَلَيْسَتْ هُنَاكَ أَيَّةُ عَلَاقَةٍ بَيْنَ الْإِلْتِحَاءِ أَوْ عَدَمِهِ وَبَيْنَ صِحَّةِ الْعَقْلِ أَوْ ضَعْفِهِ فَالْمَجْنُونُ يُمْكِنُ أَنْ يُوجَدَ بَيْنَ الْمُلْتَحِينَ وَيُمْكِنُ أَنْ يُوجَدَ بَيْنَ الْحَالِقِينَ۔

رہا داڑھی رکھنے کے فعل کو جنون کا (اور مجنونانہ) فعل سے تشبیہ دینا تو یہ نہایت ہی رکیک اور کمزور بات ہے اس کی طرف توجہ کرنا بھی بے سود ہے۔ کیونکہ داڑھی رکھنے یا نہ رکھنے سے عقل کی صحت یا ضعف و ادراک میں کوئی مناسبت اور علاقہ ہی موجود نہیں ہے۔ اس لئے کہ مجنون (مجنوں) باریش بھی ہوتے ہیں اور بے ریش بھی ہوتے ہیں۔ لہذا داڑھی رکھنے کے فعل کو کس طرح مجنونانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

وَأَمَّا شُبْهَةُ البَشَاعَةِ فَمَسْأَلَةٌ فِيهَا
نَظَرٌ فَإِنَّ مَقَايِيسَ الجَمَالِ لَيْسَ لَهَا ضَابِطٌ
وَهِيَ مُتَغَيِّرَةٌ بِتَغَيُّرِ الظُّرُوفِ. فَمَا
اصْطَلَحَ النَّاسُ عَلَى تَجْمِيلِهِ فَهُوَ
الجَمِيلُ وَمَا اصْطَلَحُوا عَلَى اسْتِقْبَاحِهِ
فَهُوَ القَبِيحُ فَأَنْتَ مَثَلًا فِي بَغْدَادَ
تَضَعُ عَلَى رَأْسِكَ فَيْصَلِيَّةً مَثَلًا وَ
قَدْ تَحْسَبُهَا مَظْهَرًا مِنْ مَظَاهِرِ
الكَمَالِ فِي المَظْهَرِ لِأَنَّ مُجْتَمَعَكَ
قَدِ اصْطَلَحَ عَلَى ذَلِكَ فَإِنْ قُدِّرَ لَكَ
أَنْ تَزُورَ دِمَشْقَ فَإِنِّي أُؤَكِّدُ لَكَ
أَنَّكَ سَوْفَ تَطْوِي فَيْصَلِيَّتَكَ لِأَنَّهَا
غَيْرُ مُسْتَحْسَنَةٍ كَثِيرًا. أَمَّا إِذَا زُرْتَ
القَاهِرَةَ فَسَتُضْطَرُّ لَا إِلَى طَيِّهَا
فَقَطْ وَلَكِنْ إِلَى لَفِّهَا فِي النِّيلِ
تَخَلُّصًا مِنْ تَعْلِيقَاتِ المِصْرِيِّينَ
وَحِكَايَاتِهِمْ عَلَيْهَا هَذَا بِالنِّسْبَةِ لِلرَّأْسِ

باقی رہا ڈاڑھی کو بدصورتی اور بدشکلی سے تشبیہ
دینا تو اس مسئلہ میں بھی کافی کلام ہے۔ کیونکہ
جمال و زینت کے معیار کے لئے کوئی ضابطہ
اور قانون مقرر ہی نہیں ہوا بلکہ ظروف، رواج
کے بدلنے سے جمال کے طریقے بھی تغیر ہوتے
ہیں۔ جس چیز پر لوگوں کی اصطلاح قائم
ہو جائے کہ یہ حسن و جمال ہے تو وہ حسن و جمال
سمجھی جاتی ہے اور جس چیز پر وہ قبیح سمجھنے کی اصطلاح
قائم کرلیں۔ تو وہ قبیح ہو جاتی ہے۔ مثلاً اے
میرے بے ریش دوست! تو بغداد میں رہ کر
اپنے سر پر فیصلیہ (فیصل کیپ) رکھتا ہے اور
تو اسے کمال حسن و زینت سمجھتا ہے لیکن تجھے
اگر کبھی دمشق جانے کا موقع ملے تو مجھے کامل
یقین ہے کہ تو اس فیصلیہ کو لپیٹ کر ہی رکھ
دے گا۔ کیونکہ وہاں اس کا بکثرت رواج نہیں
اور اگر تجھے کبھی قاہرہ میں آنے کا موقع ملے تو
تو صرف فیصل کیپ لپیٹ کر ہی نہیں رکھ دے گا

مُدُنٍ فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ فَإِذَا رَغِبْتَ
عَامِلَ الزَّمَانِ فَإِنَّكَ وَاصِلٌ إِلَى نَفْسِ
النَّتِيجَةِ وَلْتُجَرِّبْ ذَٰلِكَ بِنَفْسِكَ
إِذْهَبْ إِلَى مُتْحَفٍ مِنْ مَتَاحِفِ بَغْدَادَ
وَقُلْ لِي مَا رَأَيْتَ فِي الأَزْيَاءِ الَّتِي
يَرْجِعُ عَهْدُهَا إِلَى الْقَرْنِ الْعَاشِرِ
الْهِجْرِيِّ مَثَلًا، أَتَرَاهَا جَمِيلَةً ؟
أَحْسَبُ أَنْ لَا. وَمَعَ ذَٰلِكَ فَقَدْ
كَانَتْ هَٰذِهِ الأَزْيَاءُ فِي نَظَرِ
أَصْحَابِهَا مَظْهَرَ الْجَمَالِ وَالْكَمَالِ.
وَمَعْنَى هَٰذَا أَنَّ مَقَايِيسَ الْجَمَالِ نِسْبِيَّةٌ
ذَاتِيَّةٌ تَتَأَثَّرُ بِالزَّمَانِ وَالْمَكَانِ
وَلَيْسَتْ مَقَايِيسَ مَوْضُوعِيَّةً
بِحَيْثُ يَصِحُّ تَحْكِيمُهَا.

یہ بھی مجبور نہ ہوگا بلکہ تو اس کو اہل مصر کے
طعن و تشنیع اور تمسخر کے ڈر سے دریائے
نیل میں پھینکنے پر بھی مجبور ہو جائے گا۔ یہ تو
صرف ایک ہی زمانہ میں تین شہروں کا حال
میں نے بطور مثال ذکر کیا ہے اور اے میرے
رفیق دوست جب تو گردش زمانہ پر نگاہ
ڈالے گا تو تو بھی اسی نتیجہ تک پہنچ جائے گا
اے میرے دوست تو خود بغداد کے کسی عجائب
گھر میں چلا جا اور دیکھ کر دسویں صدی
ہجری کے لباس اور فیشن اور وضع قطع کے
متعلق تیری کیا رائے ہے؟ کیا وہ زیب
و زینت کا باعث ہے؟ میرے خیال میں تو
اس کو ایسا نہیں سمجھے گا حالانکہ وہ لباس
اس وقت کے لوگوں کے ہاں مظہر جمال بھی تھا
اور کمال بھی ہم تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جمال
و زینت کا معیار ایک ذاتی اور وجدانی امر ہے
اور یہ مکان اور زمان کے بدلنے سے بدلتا ہے

وَلْنَرْجِعْ الْآنَ إِلَى اللِّحْيَةِ أَيْضًا
مُحِقًّا، لَا تُحَاوِلْ أَنْ تُجِيبَ
قَبْلَ أَنْ تَسْمَعَ هٰذِهِ الْقِصَّةَ الَّتِي
يَرْوِيهَا ابْنُ بَطُّوطَةَ فِي مُذَكَّرَاتِهِ
عَنِ الشَّيْخِ جَمَالِ الدِّينِ الْقَرَنْدَرِي
يَقُولُ إِنَّ الشَّيْخَ جَمَالَ الدِّينِ كَانَ
جَمِيلَ الصُّورَةِ حَسَنَ الْوَجْهِ فَعَلِقَتْ
بِهِ امْرَأَةٌ وَأَخَذَتْ تُرَاسِلُهُ وَتُعَارِضُهُ
فِي الطَّرِيقِ وَهُوَ يَمْتَنِعُ عَنْهَا فَلَمَّا
أَعْيَاهَا أَمْرُهُ دَسَّتْ لَهُ عَجُوزًا
تَصَدَّتْ لَهُ فِي الطَّرِيقِ وَبِيَدِهَا

ہے اور اس کے لئے کوئی ایسا ضابطہ اور پیمانہ
وضع نہیں ہوا جسے اس سلسلہ میں حکم یا فیصل
بنا دیا جائے ۔ اب ہم تمہیں یہ بتانا چاہتے ہیں
کہ کیا ڈاڑھی رکھنا واقعی بدصورتی کا مظہر ہے؟
مگر دوستو ہمیں پہلے سے فوری جواب دینے میں جلدی نہ
کرنا یہ واقعہ شیخ سیاح علامہ ابن بطوطہؒ نے
شیخ جمال الدین قرندری رحمہ کے واقعات میں بیان
کیا ہے کہ موصوف بڑے خوب صورت تھے اُن پر
ایک عورت عاشق ہوگئی اور وہ ان کے پیچھے پڑ کر
اُن کی طرف خطوط اور پیغامات بھیجتی رہی اور
ان کا راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی اور ان کو
اپنی ہوس کا شکار کرنے کی کوشش کرتی رہی
مگر شیخ موصوف نے اس کی نہ مانی جب شیخ کے
معاملے میں عورت کو ناکام بنا دیا تو ایک بڑھیا
عورت نے ایک مکر کے ذریعہ شیخ کو دام تزویر
میں لانے کی کوشش کی چنانچہ بڑھیا مکارہ
شیخ کے راستے میں اپنے ہاتھ میں ایک خط

بِكِتَابٍ فَلَمَّا مَرَّ الشَّيْخُ بِالْعَجُوزِ قَالَتْ
لَهُ يَا سَيِّدِي أَتُحْسِنُ الْقِرَاءَةَ؟ قَالَ:
نَعَمْ قَالَتْ لَهُ. هٰذَا الْكِتَابُ بَعَثَهُ إِلَيَّ
وَلَدِي وَأُحِبُّ أَنْ تَقْرَأَهُ عَلَيَّ. فَأَجَابَهَا
إِلَىٰ طَلَبِهَا. وَلَمَّا فَتَحَ الْكِتَابَ قَالَتْ لَهُ
يَا سَيِّدِي إِنَّ لِوَلَدِي زَوْجَةً وَهِيَ
فِي فِنَاءِ الدَّارِ فَلَوْ تَفَضَّلْتَ بِقِرَاءَتِهِ
بَيْنَ بَابَيِ الدَّارِ بِحَيْثُ تَسْمَعُهَا
فَأَجَابَهَا إِلَىٰ ذٰلِكَ فَلَمَّا تَوَسَّطَ بَيْنَ
الْبَابَيْنِ أَغْلَقَتِ الْعَجُوزُ الْبَابَ وَ
خَرَجَتْ لَهُ الْمَرْأَةُ تُرَاوِدُهُ عَنْ
نَفْسِهَا وَتُهَدِّدُهُ إِنْ لَمْ يَسْتَجِبْ.
فَلَمَّا لَمْ يَجِدِ الشَّيْخُ خَلَاصًا تَظَاهَرَ

لے کر کھڑی ہو گئی۔ جب موصوف اس کے
پاس سے گزرنے لگے تو بڑھیا نے کہا اے
میرے سردار کیا آپ خط پڑھنا جانتے ہیں؟
انہوں نے فرمایا ہاں۔ وہ بڑھیا کہنے لگی یہ
میرے لڑکے کا خط ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ
یہ خط مجھے پڑھ کر سنائیں۔ شیخؒ نے فرمایا اچھا
لاؤ خط۔ انہوں نے جب وہ خط کھول کر پڑھنے
کی کوشش کی تو بڑھیا نے کہا اے میرے سردار
میرے لڑکے کی بیوی مکان کے صحن میں موجود
ہے۔ اگر آپ مہربانی فرما کر مکان کے دروازہ
کے اندر ہو کر یہ خط پڑھیں تو میری بہو بھی
سُن لے۔ شیخؒ نے فرمایا بہت اچھا۔ جب
موصوف دروازہ کے اندر ہوئے تو اس
بڑھیا مکارہ نے دروازہ بند کر لیا۔ اتنے
میں وہ عورت آ پہنچی جو شیخ پر فریفتہ تھی اس نے
شیخ سے خواہش نفسانی کی تکمیل کا مطالبہ
کیا اور بصورت دیگر ان کو دھمکی دی۔ موصوف نے

بِالْخُضُوْعِ وَطَلَبَ اَنْ يَتْرُكَ لِيَتَوَضَّأَ
عَنْهُمْ، وَانْتَهٰى جَانِبًا وَاَخْرَجَ مُوْسٰى
وَحَلَقَ لِحْيَتَهٗ هٰكَذَا يَقُوْلُ
اِبْنُ بَطُّوْطَةَ فَلَمَّا خَرَجَتْ لَهُ
الْمَرْأَةُ وَرَأَتْهُ حَلِيْقًا اِسْتَبْشَعَتْ
مَنْظَرَهٗ وَانْصَرَفَتْ عَنْهُ (اِلٰى هُنَا
تَنْتَهِي الْقِصَّةُ وَالَّذِيْ يَلْفِتُ
النَّظَرَ فِيْهَا اَنَّ الْمَرْأَةَ اِسْتَبْشَعَتْ
مَنْظَرَ الرَّجُلِ الْحَلِيْقِ. وَلَا
شَكَّ اَنَّ هٰذَا غَرِيْبٌ جِدًّا

جب کی تو شیخ نے چارہ نہ پایا تو نہایت
انکساری سے فرمایا کہ اچھا مجھے تیار ہونے کا موقع
دیا جائے چنانچہ وہ ایک کونہ میں چلے گئے اور استرا
لے کر اپنی ڈاڑھی مونڈ ڈالی پھر ابن بطوطہ کا بیان
ہے جب وہ عورت آئی اور اس نے شیخ کو دیکھا کہ
وہ تو بالکل بے ریش ہیں تو اس عورت کا دل
ان سے متنفر ہو گیا۔ اور ان کو بدصورت سمجھ کر
وہ اپنے ارمان کو دل ہی میں لئے ہوئے واپس
چلی گئی اور اس طرح شیخ کی جان عزت بچ
گئی گویا شیخ نے اس حدیث پر عمل کیا کہ
جب تم دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤ تو
ان میں جو ہلکی ہو اس کو اختیار کر لیا کرو اور کہا
قال (ابن بطوطہ کا بیان کردہ قصہ ختم ہوا
بانقلاب ہر پیر نظر جا کر دیکھنا چاہیئے کہ
اس عورت نے شیخ جلال الدین تبریزی کو
بے ریش دیکھ کر بدصورت سمجھا اور ان کو
چھوڑ کر چلی گئی تھی بلاشک یہ معاملہ بہت

بالنسبة لقرننا ولكنه كان
طبيعيا بالنسبة للقرن
الثامن الهجري حيث كان
جميع الرجال ملتحين .

أرأيت يا صديقي . كيف أن
مقاييس الجمال في القرن الثامن
كانت تعتبر الحلاقة لؤما أو
بشاعة .

ومعنى هذا من ناحية أخرى أن
اللحى كانت من مظاهر الجمال ولا
شك أنهم كانوا ينظرون إلى
اللحى كما ننظر نحن اليوم إلى
شعر الرأس أو إلى الشارب أحيانا .

لست أريد بهذا أن أثبت
لك نظريا جمال ما استبشعته
عمليا ولكنني أردت أن
أنبهك إلى أن استبشاعك

اس زمانے میں واقعی بڑا نرالا ہے. لیکن آٹھویں
صدی ہجری میں وہ ایک طبعی امر تھا کیونکہ
اس زمانے کے سبھی مرد باریش ہوتے تھے

اے میرے بے ریش دوست تو نے دیکھا کہ
آٹھویں صدی میں جمال و زینت کا معیار
کیا تھا؟ اس زمانے میں تو بے ریش ہونا
اور ڈاڑھی منڈوانا بدصورتی سمجھی جاتی تھی
نہ کہ ڈاڑھی رکھنا.

بالفاظ دیگر اس کا یہ مطلب کہ ڈاڑھی رکھنا اس وقت
حسن و جمال کا مظہر تھا. اور اس وقت کے لوگ
ڈاڑھیوں کو ایسا ہی دیکھا کرتے تھے جیسا کہ بعض
اوقات آجکل ہم سر کے بالوں اور مونچھوں کو دیکھتے ہیں

اے میرے دوست میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ
میں تیرے سامنے نظری طور پر اس چیز کا جمال ثابت
کروں جسے تو عملی طور پر بدصورتی سے تعبیر کرتا
ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ تجھے یہ تو بتا دوں
کہ تیرا ڈاڑھی رکھنے کو بدصورتی کہنا ایک وقتی

مؤقت وأنه حكم سطحي، لأن
الأحكام الجبلية لا ثبات لها، ولو
عاد الناس إلى الإلتحاء
فسوف تتغير نظرتك تماما.
وبعد فما كنت أريد أن أنهج هذا
النهج في الحديث عن اللحية ولكنما
كان يكفيني أن أقول إن الإلتحاء سنة
ثم أعرض عما سوى ذلك ولكني
أردت أن أجيب نظر صديقنا
السائل بمنطقه إلى جمال الإلتحاء
فلعله يصبح مجذوبا إليه ومن
يصر على عدم الإلتحاء فليس
لي إلا أن أقول له هداك الله.

اور سطحی قسم کا فیصلہ ہے کیونکہ زیب و زینت
کے احکام کے لئے کوئی پائیداری نہیں ہوا
کرتی اگر آج بھی سارے لوگ ڈاڑھی رکھنا شروع
کردیں تو اس کے بعد تم بھی نظر اٹھا کر کسی
بھی چیز پر پہنچو گے۔ بایں ہمہ میں چاہتا تھا
کہ ڈاڑھی کے سلسلہ میں اس نہج پر گفتگو کرتا
اس لئے کہ مجھے تو یہی کہہ دینا کافی تھا کہ
ڈاڑھی رکھنا سنت ہے۔ لیکن میں نے مناسب
سمجھا کہ اپنے دوست کی منطق پر بھی کچھ بات
کردوں تاکہ اس کی اس صحیح راستہ کی طرف
توجہ منعطف ہو جائے باقی رہا وہ شخص جو
ڈاڑھی نہ رکھنے پر مصر ہے تو میں اس سے زیادہ
اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ اس سے یوں مخاطب
کروں۔ اللہ تعالیٰ تجھے ڈاڑھی رکھنے کی
توفیق بخشے (آمین)

## وُجُوبُ إِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ وَحُرْمَةُ حَلْقِهَا [1]	## داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا منڈوانا حرام ہے
سَبَقَ أَنَّا نَشَرْنَا كَلِمَةً عَنِ اللِّحْيَةِ	داڑھی کے بارے میں ایک مقالہ ہم اس کے
وَمَا نَعْرِفُهُ عَنْ حُكْمِ الشَّرْعِ فِيهَا	متعلق جو حکم شرعی معلوم تھا اس کا ذکر پہلے
وَقَدْ وَرَدَنَا التَّعْلِيقُ التَّالِي	ہو چکا ہے۔ اسی سلسلہ میں ہمارے پاس
مِنَ الْأُسْتَاذِ الْفَاضِلِ الشَّيْخِ	الاستاذ الفاضل الشیخ ناصر الدین البانی کا ایک
نَاصِرِ الدِّيْنِ الْأَلْبَانِيِّ -	مضمون پہنچا ہے جو پیش کیا جا رہا ہے وہ فرماتے ہیں کہ
قَرَأْتُ فِي الْعَدَدِ (۲) مِنَ السَّنَةِ	میں نے جریدہ الشہاب سال اول جلد ۲ میں
الْأُولَى مِنْ مَجَلَّةِ (الشِّهَابِ) الْغَرَّاءِ	الاستاذ علی طنطاوی کے قلم سے لکھا ہوا ایک
مَقَالًا قَيِّمًا بِقَلَمِ الْأُسْتَاذِ (ع) كَتَبَهُ	قیمتی مضمون دیکھا جو انہوں نے ایک سائل کے جواب
جَوَابًا لِمَنْ سَأَلَ عَنْ حُكْمِ إِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ	میں لکھا تھا جو داڑھی رکھنے کے حکم پر مشتمل ہے
ذَهَبَ فِيهِ حَضْرَتُهُ إِلَى أَنَّ الْإِعْفَاءَ	جس میں موصوف نے یہ بات بیان کی ہے
سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ مِنْ سُنَنِ الْفِطْرَةِ	کہ داڑھی رکھنا سنت مؤکدہ ہے جس کا تعلق
وَلٰكِنْ بَعْدَ أَنْ سَاقَ حَدِيثَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا	سنن فطرت سے ہے لیکن موصوف نے حضرت
عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ	عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے بعد کہ دس چیزیں
إِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ .... قَالَ :	فطرت سے ہیں مونچھیں کتروانا اور داڑھی بڑھانا

[1] مجلۃ الشہاب العدد ۵ السنۃ الثانیۃ ۔ (از جریدہ شہاب عدد ۵ سال دوم)

والأحاديث في الباب كثيرة
والظاهر أنها مصروفة للوجوب
فإن أردت آراء الأئمة فالحنفية
يقولون أن حذفها حرام
ويرى غيرهم الكراهة)

اور رکھنا الخ ...... یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ
حدیثیں اس باب میں بہت زیادہ ہیں۔ اور
ظاہر ہے کہ ان احادیث کا مفاد یہ ہے کہ ڈاڑھی
رکھنا واجب ہے۔ اگر تم حضرات ائمہ کرام کی آراء
اور ان کے فیصلے بھی سننا چاہتے ہو تو وہ بھی
سن لو حضرات ائمہ حنفیہ کا یہ فیصلہ ہے کہ
ڈاڑھی منڈانا حرام ہے اور دوسرے اس فعل کو
مکروہ سمجھتے ہیں۔

أقول :
يبدو للمتأمل في هذه الجملة
أن حضرة الكاتب يميل إلى أن
إعفاء اللحية ليس سنة فقط بل
هو واجب وهذا هو الحق الذي لا
ريب فيه ولكن لما كان مذهبه الذي
ذهب إليه أخيراً ليس بالبين
الواضح من مقاله بالأدلة التي
تؤيده حتى أن بعض القراء لم

میں کہتا ہوں :-
کہ غور و فکر کرنے والے کے لئے اس جملہ سے
واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علامہ مدظلہ
کا رجحان یہ ہے کہ ڈاڑھی رکھنا نہ صرف یہ کہ
سنت ہے بلکہ واجب ہے اور حق بات بھی
صرف یہی ہے جس میں شک و شبہ کی مطلق
سرے سے گنجائش ہی نہیں مگر چونکہ موصوف
کا یہ آخری فیصلہ نہ تو زیادہ واضح تھا اور
نہ اس پر انہوں نے اس کی تائید میں دلائل

بَيْنَهُمْ لِلْمَيْلِ الْمَذْكُورِ مُطْلَقًا
بَلْ نَقَلَ عَنْ الْكَاتِبِ أَنَّهُ يَقُولُ بِأَنَّهَا سُنَّةٌ
فَقَطْ زَعْمًا مِنْهُ عَلَى عِبَارَتِهِ
الصَّرِيحَةِ فِي ذٰلِكَ : سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ
رَأَيْتُ أَنْ أَكْتُبَ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ
تِبْيَانًا لِلْحَقِيقَةِ - فَأَقُولُ :
إِنَّ الْأَدِلَّةَ الَّتِي تَشْهَدُ بِوُجُوبِ
إِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ وَحُرْمَةِ حَلْقِهَا كَثِيرَةٌ
وَسَأَذْكُرُ الْآنَ مَا يَحْضُرُنِي مِنْهَا -

الْأَوَّلُ

مَا أَشَارَ إِلَيْهِ حَضْرَةُ الْكَاتِبِ

ہی پیش کئے ہیں اس لئے اس مضمون کے
پڑھنے والوں میں سے بعض کو حضرت مؤلف
کا میلان طبع بالکل معلوم نہ ہو سکا بلکہ
موصوف کی طرف یہی بات اس نے نقل
کر دی کہ ڈاڑھی رکھنا سنت ہے اور یہ
دھوکہ بعض ناظرین کو ان کے اس جملے سے
ہوا کہ ڈاڑھی رکھنا سنت موکدہ ہے، لہٰذا میں نے
مناسب سمجھی کہ اس جملہ اور فیصلہ کو جو ڈاڑھی
رکھنا واجب ہے، کی حقیقت آشکارا کر دوں
ناظرین میں کہتا ہوں ۔
کہ وہ دلائل جو ڈاڑھی رکھنے کے وجوب پر
دلالت کرتے اور اس کے منڈوانے کے
حرام ہونے پر شہادت دیتے ہیں بہت کچھ
ہیں اور میں اس مقام پر چند ہی دلائل
ذکر کرتا ہوں جو مجھے مستحضر ہیں۔

پہلی دلیل

تو وہی ہے جس کی طرف علامہ مؤلف نے اشارہ

الأمر به وهو قوله صلى الله عليه وسلم جزوا الشوارب وأعفوا اللحى، رواه البخاري ومسلم وأبو عوانة في صحاحهم من حديث ابن عمر والأخيران من حديث أبي هريرة واللفظ له۔

کیا ہے کہ حدیث میں جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا امر اور حکم دیا ہے کہ مونچھیں خوب صاف کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہ حدیث امام بخاریؒ و مسلمؒ اور ابو عوانہؒ نے اپنے اپنے صحاح میں حضرت ابن عمرؓ سے اور امام مسلمؒ اور ابو عوانہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے اور لفظ حضرت ابو ہریرہؓ کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داڑھیاں بڑھانے اور رکھنے کا حکم اور امر فرمایا ہے اور آپ کا امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا اس کو بلا قرینہ ندب اور استحباب پر حمل کرنا جائز نہیں ہے اور یہی جمہور علمائے اصول وغیرہ کا مسلک ہے کہ مطلق امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ اور یہی الشیخ محمد الخضریؒ نے اپنی کتاب اصول الفقہ ص ۲۳٦ میں بیان کیا ہے کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

فقد أمر صلى الله عليه وسلم بإعفاء اللحية وأمره صلى الله عليه وسلم يفيد الوجوب فلا يجوز حمله على الندب إلا بقرينة كما عليه جمهور علماء الأصول ومنهم ومن أجلهم الشيخ محمد الخضري في كتابه أصول الفقه ص ۲۳٦ أن الأصل في الأمر الوجوب لقوله فليحذر الذين

يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلَيْسَ هٰهُنَا قَرِينَةٌ تَحْمِلُ الْبَاحِثَ عَلَى إِخْرَاجِ الْأَمْرِ مِنَ الْوُجُوبِ إِلَى النَّدْبِ بَلْ هُنَاكَ قَرَائِنُ تُؤَيِّدُ بَقَاءَ الْأَمْرِ عَلَى الْوُجُوبِ وَذٰلِكَ مَا سَيَأْتِي مِنَ الْأَدِلَّةِ الْأُخْرَى.

ہے تو چاہیئے کہ وہ لوگ ڈریں جو ان کے (یعنی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے) حکم اور امر سے روگردانی کرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی فتنہ آپڑے یا ان کو عذاب الیم میں گرفتار ہونا پڑے اور مسئلہ زیر بحث میں کوئی قرینہ ایسا موجود نہیں جو بحث کرنے والے کو اس پر آمادہ کرے کہ وہ بجائے وجوب کے ندب و استحباب پر محمول کرے بلکہ اس کے خلاف اس مقام پر کئی ایسے قرائن موجود ہیں جو اس کی تائید کرتے ہیں کہ امر کا مقتضی وجوب ہی ہے جیسا کہ آئندہ پیش ہونے والے دلائل سے اس کا ثبوت ملے گا۔

اَلثَّانِي

دوسری دلیل

أَنَّ حَلْقَهَا تَغْيِيرٌ لِخَلْقِ اللّٰهِ الَّذِي خَصَّ كُلَّ مَخْلُوقٍ بِهَيْئَتِهِ وَصُورَتِهِ كَمَا قَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيمَا حَكَاهُ اللّٰهُ فِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ

یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈوانا اللہ تعالیٰ کی فطرت کو بدلنا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک مخلوق کو اس کی خاص شکل و صورت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت موسیٰ

"رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ"
وَمِمَّا لَا شَكَّ فِيهِ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَمْ
يُغَايِرْ بَيْنَ صُوَرِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
عَبَثًا بَلْ فِي ذٰلِكَ حِكَمٌ كَثِيرَةٌ لَا
تَخْفَى عَلَى أَهْلِ الْبَصِيرَةِ فَالْمُغَيِّرُ
لِخَلْقِ اللّٰهِ بِدُونِ إِذْنٍ مِنَ
الشَّارِعِ الْحَكِيمِ كَأَنَّهُ لَا يَعْتَرِفُ
بِهٰذِهِ الْحِكْمَةِ الْأُلُوهِيَّةِ وَبِهٰذَا كَانَ
الْمُغَيِّرُ عَاصِيًا لِلرَّحْمٰنِ مُطِيعًا
لِلشَّيْطَانِ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ تَعَالَى فِي
حَقِّ الشَّيْطَانِ "لَعَنَهُ اللّٰهُ" وَقَالَ
لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا
مَفْرُوضًا وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ
وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ
وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ
اللّٰهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا

علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ "ہمارا رب
وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خاص خلقت
اور فطرت عطا کی ہے" اور اس میں کوئی شک
نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں
کی صورتوں میں بلا منشا فرق نہیں رکھا بلکہ اس
میں بکثرت حکمتیں مضمر ہیں جو اہل بصیرت پر
مخفی نہیں ہیں۔ لہٰذا جو شخص شارع کے اذن کے بغیر
اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ فطرت کو بدلتا ہے وہ
گویا اس حکمت الٰہی کا سرے سے اقرار ہی نہیں کرتا
اس لئے اللہ تعالیٰ کی فطرت کو بدلنے والا رحمٰن کا نافرمان
اور شیطان کا مطیع ہوگا جیسا کہ ابلیس لعین کے
بارے میں ارشاد خداوندی ہے "اور کہا شیطان
نے میں البتہ مقرر کروں گا تیرے بندوں سے
ایک حصہ مقررہ اور ضرور ان کو گمراہ کروں گا
اور لا محالہ ان کو امیدیں دلاؤں گا اور ان کو
حکم دوں گا کہ وہ چیریں جانوروں کے کان اور
ان کو حکم دوں گا کہ وہ بدلیں اللہ تعالیٰ کی بنائی

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا.
فَهٰذِهِ الْآيَةُ صَرِيْحَةٌ فِيْ أَنَّ تَغْيِيْرَ
خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ أَمْرِ الشَّيْطَانِ فَيَدْخُلُ
فِيْ ذٰلِكَ حَلْقُ اللِّحْيَةِ وَكُلُّ
تَغْيِيْرٍ غَيْرَ مَأْذُوْنٍ فِيْهِ
وَيُشْهِدُ لِهٰذَا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ
الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَ
النَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَ
الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ
خَلْقَ اللّٰهِ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ فِيْ
صَحِيْحَيْهِمَا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ فَقَدْ نَصَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى الْعِلَّةِ وَهِيَ تَغْيِيْرُ
خَلْقِ اللّٰهِ لِلْحُسْنِ ذٰلِكَ يَقْتَضِيْ

ہو گی خلقت کو اور جو کوئی بنائے شیطان کو
اپنا دوست اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ پڑا
صریح نقصان میں۔
یہ آیت کریمہ اس امر پر بصراحت دلالت کرتی ہے
کہ اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدل دینا ایک شیطانی
کام ہے اور اس میں ڈاڑھی منڈوانا بھی داخل
ہے اور اسی طرح ہر وہ تغیر اس میں داخل ہے
جس کا حکم شارع کی طرف سے نہیں ہے اور
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد اس
کی تائید کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت
نازل ہو ان عورتوں پر جو حسن کے لیے جسم میں رنگ
بھر کے گودتی ہیں اور نیل بھر کے دوسری عورتوں سے
گدواتی ہیں اور ان عورتوں پر بھی لعنت
نازل ہو جو حسن کے لیے پیشانی وغیرہ سے
بال اکھاڑتی ہیں اور جو دوسری عورتوں سے
بال اکھڑواتی ہیں اور ان عورتوں پر بھی لعنت
ہو جو زیبائش کے لیے دانتوں کو تیز کرتی

أَنَّهُ حَيْثُمَا وُجِدَتْ هٰذِهِ الْعِلَّةُ
وُجِدَ مَعْلُولُهَا وَهُوَ اللَّعْنُ وَ
مِمَّا لَا شَكَّ أَنَّ هٰذِهِ الْعِلَّةَ
قَائِمَةٌ فِي حَلْقِ اللِّحَى فَيَنْبَغِي

أَنْ يَكُونَ حُكْمُهَا عَيْنَ
حُكْمِ النَّمْصِ (النَّتْفِ) وَهُوَ
اللَّعْنُ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ بَلْ حَلْقُ
اللِّحَى بِهِ أَوْلَى لِأَنَّهُ أَبْلَغُ

ہیں اور اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ کی خلقت
کو بدلتی ہیں یہ حدیث امام بخاریؒ اور امام
مسلمؒ نے اپنے صحیح میں حضرت
عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے اور آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس حکم میں لعنت کی
علت یہ بیان کی گئی ہے کہ حسن کے لیے اللہ
تعالیٰ کی خلقت کو بدلا جاتا ہے اور یہ علت
جہاں بھی پائی جائے گی وہاں ضرور ہے کہ
لعنت خداوندی کا ورود ہوگا اور اس میں
شک نہیں کہ ڈاڑھی منڈوانا بھی خدا تعالیٰ
کی فطرت کو بدلنا ہے جس پر لعنت کا نزول
ہوتا ہے۔ کیونکہ لعنت کی یہی علت اس میں
بھی پائی جاتی ہے اس لیے جو حکم عورتوں کی
زیبائش کے لیے بال اکھاڑنے کا تھا بعینہٖ
وہی لعنت کے نزول کا حکم ڈاڑھیاں
منڈانے کا ہوگا۔ بلکہ ڈاڑھی منڈوانے کا
فعل لعنت کے فعل کا زیادہ سزاوار ہے کیونکہ

فِي التَّغْيِيرِ مِنْ نَمْصِ النِّسَاءِ كَمَا لَا يَخْفَى۔

یہ فعل عورتوں کے بال اکھاڑنے سے کہیں بڑھ کر زیادہ تغییر خلق اللہ کا حامل ہے جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

اَلثَّالِثُ

تیسری دلیل

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت بھیجی ہے جو عورتوں کی سی شکل وصورت بنا کر ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر بھی آپ نے لعنت بھیجی ہے جو مردوں کی سی شکل وصورت بنا کر مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ وغیرہ نے تخریج کیا ہے۔

اِسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَلٰى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لِلرِّجَالِ التَّشَبُّهُ بِالنِّسَاءِ فِي اللِّبَاسِ

علمائے کرام نے اس روایت سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ مردوں کو لباس اور زیبائش وغیرہ ایسے امور میں جو صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

وَالزِّينَةِ الَّتِي تَخْتَصُّ بِالنِّسَاءِ وَلَا الْعَكْسُ ـه

اور یہی حال ہے عورتوں کا مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کا۔

وَمِمَّا لَا شَكَّ فِيهِ أَنَّ حَلْقَ الرَّجُلِ لِحْيَتَهُ فِيهِ أَكْبَرُ تَشَبُّهٍ بِالنِّسَاءِ فِيمَا هُوَ مِنْ أَبْرَزِ مَا تَمْتَازُ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ وَمَا هُوَ مِنْ زِينَتِهِنَّ الَّتِي طَبَعَهُنَّ اللهُ بِهَا وَخَصَّهُنَّ دُونَ الرِّجَالِ فَدَلَّ الْحَدِيثُ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لِلرَّجُلِ عَلَى أَنْ يَحْلِقَ لِحْيَتَهُ بِمَا فِيهِ مِنَ التَّشَبُّهِ بِالنِّسَاءِ وَهٰذَا هُوَ الْمَطْلُوبُ ۔

اور یہ امر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ مرد کے ڈاڑھی منڈوانے میں عورتوں کے ساتھ ان کی زیب و زینت کی ان ممتاز خصوصیات میں مشابہت اختیار کرنا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے طبعی اور فطری طور پر عورتوں کی زینت کا ذریعہ بنایا ہے اور مردوں سے جدا کر کے عورتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے یہ حدیث اس کی بیّن دلیل ہے کہ مردوں کے لیے ڈاڑھی منڈوانا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں عورتوں کے ساتھ کامل مشابہت پائی جاتی ہے جو بالکل ممنوع ہے اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔

فَهٰذِهِ أَدِلَّةٌ ثَلَاثَةٌ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا تَنْهَضُ بِإِثْبَاتِ وُجُوبِ إِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ وَحُرْمَةِ حَلْقِهَا فَكَيْفَ بِهَا إِذَا اجْتَمَعَتْ؟

ان مذکورہ تین دلیلوں میں سے ہر ایک دلیل ڈاڑھی رکھنے کے وجوب اور اس کے منڈوانے کے حرام ہونے پر واضح حجت ہے اور جب تینوں ہی جمع ہو جائیں تو پھر کیا کہنا ہے؟

وَلِهٰذَا اتَّفَقَتِ الْمَذَاهِبُ
الْأَرْبَعَةُ عَلٰى مَا دَلَّتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ
الْأَدِلَّةُ فَقَالَ الشَّيْخُ عَلِيُّ الْمَحْفُوْظُ
مِنْ كِبَارِ الْمُدَرِّسِيْنَ فِي الْأَزْهَرِ

اور اسی طرح مذاہب اربعہ حنفی، مالکی،
شافعی، اور حنبلی اس حکم پر جو ان دلائل
سے ثابت ہوتا ہے اتفاق رکھتے ہیں چنانچہ
شیخ علی المحفوظ جو جامع الازہر کے لائق
اساتذہ کرام میں شمار ہوتے تھے اپنی بلند پایہ
کتاب الابداع فی مضار الابتداع میں

فِيْ كِتَابِهِ الْإِبْدَاعُ فِيْ مَضَارِّ
الْإِبْتِدَاعِ قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَا
مُلَخَّصُهُ وَمِنْ أَقْبَحِ الْبِدَعِ مَا
اعْتَادَهُ النَّاسُ الْيَوْمَ مِنْ حَلْقِ
اللِّحْيَةِ وَهٰذِهِ الْبِدْعَةُ سَرَتْ
إِلَى الْمِصْرِيِّيْنَ مِنْ مُخَالَطَةِ
الْأَجَانِبِ وَاسْتِحْسَانِ عَوَائِدِهِمْ

تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ
قبیح ترین بدعات میں سے ایک بدعت جس کی
بدقسمتی سے آجکل عمومی طور پر لوگوں کو عادت
پڑ چکی ہے ڈاڑھی منڈوانا ہے۔ اور یہ بدعت
دراصل اجنبیوں کے میل جول اور اختلاط کے
سبب مصریوں میں بھی سرایت کر گئی ہے
اور وہ بیگانوں کے مراسم و عوائد کو اچھی نگاہ
سے دیکھنے لگے ہیں۔ اور اپنے دین قیم کے

حَتّٰى اسْتَقْبَحُوْا مَحَاسِنَ دِيْنِهِمْ
وَهَجَرُوْا سُنَّةَ نَبِيِّهِمْ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ الشَّيْخُ

محاسن کو برا سمجھ رہے ہیں اور اپنے پیارے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کو ترک
کر رہے ہیں۔ اس کے بعد مصنف حضرت

حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ الْمُتَقَدِّمِ
ثُمَّ قَالَ رَحِمَهُ اللهُ اتَّفَقَتِ الْمَذَاهِبُ
الْأَرْبَعَةُ عَلَى وُجُوبِ تَوْفِيرِ
اللِّحْيَةِ وَحُرْمَةِ حَلْقِهَا وَالْأَخْذِ
الْقَرِيبِ مِنْهُ)

عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی متقدمہ
بیان فرمائی ہے جس کا ذکر پہلے کر دیا گیا ہے۔
اور پھر انہوں نے فرمایا کہ مذاہب اربعہ اس پر
متفق ہیں کہ ڈاڑھی رکھنا اور بڑھانا واجب
ہے اور اس کا منڈوانا اور بعض سے کم کترانا
حرام ہے (مختصراً)

١- مَذْهَبُ الْحَنَفِيَّةِ. قَالَ
فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيَحْرُمُ عَلَى
الرَّجُلِ قَطْعُ لِحْيَتِهِ وَصَرَّحَ فِي
النِّهَايَةِ بِوُجُوبِ قَطْعِ مَا زَادَ عَلَى
الْقَبْضَةِ وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ
دُونَ ذٰلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ
الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ
يُبِحْهُ أَحَدٌ وَأَخْذُ كُلِّهَا فِعْلُ
يَهُودِ الْهِنْدِ وَمَجُوسِ الْأَعَاجِمِ
(فتح القدیر جلد ۲ صـ طبع مصر)

۱- احناف کا مذہب درِ مختار میں ہے کہ مرد
پر ڈاڑھی کا کتروانا حرام ہے اور نہایہ میں
اس کی تصریح کی ہے کہ قبضہ (مشت) بھر سے
زیادہ حصہ کتروانا واجب ہے مگر قبضے سے کم
مقدار میں ڈاڑھی کا کتروانا جیسا کہ بعض
اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں
تو اس کی کسی ایک نے بھی اجازت نہیں دی
اور سب ڈاڑھی کتروا دینا تو یہ ہندوستان
کے یہود (اور ہنود) اور عجم کے مجوسیوں کا
کام ہے (فتح القدیر)

٢- مَذْهَبُ الْمَالِكِيَّةِ. حُرْمَةُ

۲- مالکیوں کا مذہب، ان کے نزدیک

حلق اللحية وكذا قصها إذا كان يحصل به مثلة كما يؤخذ من شرح رسالة لأبي الحسن وحاشية العدوي.

٣- مذهب الشافعية قال في شرح العباب فائدة قال الشيخان يكره حلق اللحية واعترضه ابن الرفعة بأن الشافعي نص في الأم على التحريم ......

وقال الأذرعي الصواب تحريم حلقها جملة لغير علة بها ومثله في حاشية ابن قاسم العبادي على الكتاب المذكور.

٤- ومذهب الحنابلة نص في تحريم حلق اللحية فمنهم من صرح بأن المعتمد حرمة

بھی ڈاڑھی منڈوانا اور کتروانا جس کی وجہ سے شکل بدل جائے حرام ہے جیسا کہ ابو الحسن کی شرح رسالہ اور اس پر عدوی کے حاشیہ سے یہ حاصل اور ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ شوافعؒ کا مذہب۔ شرح عباب میں لکھا ہے فائدہ دونوں شیخ فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی منڈوانا مکروہ ہے اور ابن رفعہ کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ نے کتاب الام میں صراحت سے اس کا حرام ہونا بیان فرمایا ہے اور امام اذرعیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بات صرف یہی ہے کہ بغیر کسی عذر شرعی کے ساری ڈاڑھی کا منڈوانا حرام ہے اور اسی طرح کتاب مذکور کے حاشیہ پر امام ابن قاسم العبادیؒ نے لکھا ہے۔

۴۔ حنبلیوںؒ کا مسلک۔ انہوں نے بھی صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ڈاڑھی کا منڈوانا حرام ہے ان میں بعض نے معتمد

حلقها ومنهم من صرّح بالحرمة ولم يحك خلافا كصاحب الانصاف كما يعلم ذلك بالوقوف على شرح المنتهى وشرح منظومة الآداب وغيرهما.

علیہ بات ہی صرف یہ لکھی ہے کہ ڈاڑھی کا منڈوانا حرام ہے اور بعض نے حرمت کی تصریح کی ہے، لیکن اس کے خلاف اور کوئی قول ذکر نہیں کیا، مثلاً صاحب الانصاف وغیرہ جیسا کہ شرح المنتہی اور شرح منظومۃ الآداب وغیرہ کی طرف مراجعت کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔

ومما تقدم يعلم أن حرمة حلق اللحية هي دين شرعه الذي لم يشرع لخلقه سواه وأن العمل على غير ذلك سفه وضلالة أو فسق وجهالة أو غفلة عن هدي سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم.

ان مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ڈاڑھی کا منڈوانا حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا رکھنا دین قرار دے کر مشروع ٹھہرایا ہے جس کے علاوہ اور کوئی چیز اس کی مخلوق کے لیے مشروع نہیں ہے اور اس کے علاوہ کسی اور طریق پر عمل کرنا حماقت اور ضلالت یا فسق اور جہالت یا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت سے غفلت کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

٣٠۔ إعفاء اللحية

إعفاء اللحية وتركها حتى تكثر بحيث تكون مظهرا من مظاهر الوقار، فلا تقصر تقصيرا يكون قريبا من الحلق، ولا تترك حتى تفحش، بل يحسن التوسط فإنه في كل شيء حسن، ثم إنها

من تمام الرجولة وكمال الفحولة. عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خالفوا المشركين وفروا اللحى واحفوا الشوارب، متفق عليه. وزاد البخاري: وكان ابن عمر إذا حج

داڑھی رکھنا

داڑھی کا رکھنا اور اس کا بڑھانا اور چھوڑ دینا حتیٰ کہ وہ کثیر اور وافر ہو کر مظہر وقار ہو تو اس قدر داڑھی کو کم کر دیا جائے جو منڈوانے کے قریب ہو اور نہ تو اتنی لمبی چھوڑ دی جائے جو حد سے نکل جائے بلکہ درمیانی حالت ہی بہتر ہے کیونکہ میانہ روی ہر ایک امر میں بہتر ہے۔ پھر یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ داڑھی ایک مردانہ اور رجولیت کی علامت بھی ہے اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم مشرکوں کی بھی مخالفت کرو داڑھیاں رکھو اور مونچھیں خوب کترواؤ۔ یہ روایت متفق علیہ ہے، بخاری کی ایک روایت میں یہ زیادت بھی مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب حج یا عمرہ کرتے

له من كتاب "فقه السنة" للشيخ سيد سابق.

أو اعتمر قبض على لحيته فما فضل أخذه۔

وحمل الفقهاء هذا الأمر على الوجوب وقالوا بتحريم حلق اللحية بناء على هذا الأمر۔

٢- حرمة حلق اللحية

وأما اللحية فيحرم حلقها أو أخذ شيء منها في جميع الأوقات بل يجب إعفاؤها وتوفيرها لما ثبت في الصحيحين عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خالفوا المشركين وفروا اللحى وأحفوا الشوارب، وأخرج مسلم في صحيحه عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

تو اپنی ڈاڑھی کو جو قبضہ سے زائد ہوتی تھی کتروا دیتے تھے۔ اور حضرات فقہا نے کرام نے یہ امر وجوب پر محمول کیا ہے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس امر کے پیش نظر ڈاڑھی منڈوانا حرام ہے۔

ڈاڑھی منڈوانا حرام ہے

ڈاڑھی منڈوانا یا اس کے کسی حصہ کا کتروانا ہر حالت میں حرام ہے بلکہ واجب تو یہ ہے کہ ڈاڑھی کو پورا اور وافر رکھا جائے کیونکہ صحیحین میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم مشرکوں کی مخالفت کرو۔ ڈاڑھیاں پوری رکھو اور مونچھیں خوب صاف کرو۔ اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کی تخریج کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھیں خوب

له من رسالة "التحقيق والإيضاح" للشيخ عبد العزيز بن باز

حُفُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللِّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ ـ

کترواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

وَقَدْ عَظُمَتِ الْمُصِيبَةُ فِي هٰذَا الْعَصْرِ بِمُخَالَفَةِ كَثِيرٍ مِنَ النَّاسِ هٰذِهِ السُّنَّةَ وَمُحَارَبَتِهِمْ اللِّحَى وَرِضَاهُمْ بِمُشَابَهَةِ الْكُفَّارِ وَالنِّسَاءِ وَلَا سِيَّمَا مَنْ يَنْتَسِبُ إِلَى الْعِلْمِ وَالتَّعْلِيمِ، فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ـ

اس زمانہ میں ایک بہت بڑی مصیبت یہ آپڑی ہے کہ بہت لوگ اس سنت کی مخالفت کرتے اور داڑھیوں سے جنگ کرتے ہیں اور کفار اور عورتوں کی خوب مشابہت کرتے ہیں اور خاص طور پر وہ لوگ جو علم تعلیم کی طرف منسوب ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

وَنَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَهْدِيَنَا وَسَائِرَ الْمُسْلِمِينَ لِمُوَافَقَةِ السُّنَّةِ وَالتَّمَسُّكِ بِهَا وَالدَّعْوَةِ إِلَيْهَا وَإِنْ رَغِبَ عَنْهَا الْأَكْثَرُونَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ـ

ہم اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور دیگر تمام مسلمانوں کو سنت کے موافق زندگی بسر کرنے اور اس کے ساتھ تمسک کرنے اور اس کی طرف دعوت دینے کی توفیق بخشے۔ اگرچہ اکثر لوگ اس سے اعراض کئے بیٹھے ہیں حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

شیخ العرب والعجم استاذ الاساتذہ رأس المحدثین امیر المجاہدین حضرت الحافظ الحاج مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند المتوفی ۱۳۷۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ڈاڑھی کے بارے میں ایک نفیس اور معنی خیز بیان جو ہر مسلمان کی روح کو جلا بخشتا ہے۔

قومی شعار اور اسلامیان پاکستان

حال ہی میں انگلستان کے اندر یہ واقعہ پیش آیا کہ وہاں کی میونسپلٹی نے اپنے ملازموں کے لئے پگڑی کا استعمال ممنوع قرار دیا جس کے نتیجے میں بہت سے سکھوں کی ملازمت پر اثر پڑتا تھا۔ مگر انہوں نے بالاتفاق یہ کہہ دیا کہ پگڑی باندھنا ہمارا مذہبی شعار ہے جسے ہم نہیں چھوڑ سکتے خواہ ہماری ملازمت رہے یا نہ رہے اس پر وہاں کی گورنمنٹ کو اپنے

حکم پر نظرِ ثانی کرنی پڑی وہاں کے تمام اخبارات نے بھی سکھوں کو اس حکم سے مستثنیٰ کرنے کا مشورہ دیا یہ ہے زندہ قوم اگرچہ اقلیت میں ہے اور ہندو پاکستان میں ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر ان کا اتفاق اور تنظیم اور اپنے مذہب پر پختہ رہنا قابلِ رشک ہے۔

مسلمانانِ پاکستان کے لئے مقامِ عبرت ہے کہ سکھ قوم تو اپنے جھوٹے مذہب پر اتنی فدا ہے کہ نوکری و ملازمت کی پرواہ تک نہیں کرتی۔ اور ہم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت اور اسوۂ حسنہ کو محض معمولی ملازمت یا لوگوں کے استہزاء کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ ذیل میں اسلامی شعار پر ایک کالج کے طالب علم کے خیالات پیش کئے جاتے ہیں۔ جس کا جواب شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں سنیئے۔

(۱۵/۱۱/۱۹۴۷)

جناب مولانا صاحب سلامت

آداب کے بعد عرض ہے کہ میں آپ کو ایک تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اپنے کثیر مشاغل کے باوجود مجھ پر کرم فرما کر جواب سے نوازیں گے میں میرٹھ کالج میں پڑھتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ شریعتِ حقہ کی پابندی کروں۔ ان ہی شرعی پابندیوں میں سے داڑھی جو الحمد للہ کہ میں ابھی تک رکھے ہوں۔ مگر مولانا صاحب! میں داڑھی رکھ کر سخت پریشان ہوں۔

کیونکہ کالج کی فضا میں ڈاڑھی رکھنا گویا کہ سب احباب کے مذاق اور طعنہ کی دلخراشی مول لینا ہے۔ احباب کہتے ہیں:۔

(۱) ڈاڑھی سے آدمی بُرا اور جنگلی معلوم ہوتا ہے۔

(۲) گو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈاڑھی رکھی تھی، مگر چونکہ اس وقت عرب میں رواج تھا اس لئے رکھی تھی۔ مگر اب رواج نہیں۔ اس لئے کوئی ضروری چیز نہیں۔

(۳) آج کل مقابلے کے امتحانات میں ڈاڑھی کی وجہ سے ناکامیابی ہوتی ہے اس لئے کہ ممتحن یہ سمجھتا ہے کہ اس کی عمر زیادہ ہے۔ یا یہ کہ اولڈ فیشن کا آدمی ہے بہرحال یہ اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ان معترضین سے یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈاڑھی رکھی تھی کافی نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ کی طرف رجوع کیا کہ آپ دین و دنیا کے ماہر ہیں آپ ڈاڑھی کی شرعی حیثیت اور اس کی حکمتیں بتلائیں تاکہ میں اوروں کو بتا سکوں۔ واقعہ یہ ہے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہاں مسنون ہے مگر اب ضروری نہیں۔ اس لئے بھی آپ کے فتویٰ کا منتظر ہوں اور اسی پر عمل کروں گا۔

فقط میرٹھ کالج کا ایک طالب علم

محترم المقام زید مجدکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ میں نہایت ہی عدیم الفرصت ہوں پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ بعض بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ آج طبیعت کچھ سنبھلی ہوئی ہے۔ تو مختصراً کچھ عرض کرتا ہوں۔ مگر مقصد پیش کرنے سے قبل ایک ضروری تمہید پر آنجناب غور فرمائیں۔

الف) ہر نظام سلطنت میں مختلف شعبوں کے لئے کوئی نہ کوئی یونیفارم مقرر ہے۔ پولیس کا یونیفارم اور ہے فوج کا اور ہے، سوار کا اور ہے، پیادے کا اور ہے، بری فوج کا اور ہے، بحری فوج کا اور ہے، ڈاک خانے کا اور ہے، ریلوے کا اور، پھر افسروں کا اور ہے، ماتحتوں کا اور، پھر اس پر مزید تاکید اور سختی یہاں تک ہے کہ ڈیوٹی ادا کرتے وقت اگر یونیفارم میں کوئی ملازم نہیں پایا جاتا تو مستوجب سزا شمار کیا جاتا ہے۔ خاص بادشاہی فوجیوں کا اور ہی یونیفارم ہے۔ ندماء اور وزراء المقربین کا اور یہ حال تو صرف ایک ہی سلطنت کا ہے کہ اس کے مختلف شعبوں میں علیحدہ علیحدہ یونیفارم رکھا جاتا ہے اور جس طرح ڈیوٹی دینے والا بغیر یونیفارم پہن کر کے آ جائے اور افسروں کو اطلاع ہو جائے تو وہ بھی اسی طرح یا اس سے زیادہ مجرم قرار دیا جاتا ہے جس طرح بغیر یونیفارم کے آنے والا ملازم مجرم قرار دیا جاتا ہے، اور جس طرح یہ امر ایک نظام سلطنت اور حکومت

میں ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اقوام و ملل میں بھی ہمیشہ اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اگر آپ تفحص کریں گے تو انگلینڈ، فرانس، جرمنی آسٹریلیا، امریکہ وغیرہ وغیرہ کو پائیں گے کہ وہ اپنے اپنے نشانات، جھنڈے، یونیفارم علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں، واقف کار شخص ہر ایک سپاہی کو دوسرے سے تمیز کر سکے گا۔ اور اسی سیادین جنگ (یعنی جنگ کے میدانوں میں) اور ملکی و سیاسی معاملات میں اختیار کیا جاتا ہے ہر قوم بطور اور بہرست اپنے اپنے یونیفارم اور نشانوں کو محفوظ رکھنا از حد ضروری سمجھتی ہے بلکہ بسا اوقات اس میں خلل پڑنے سے سخت سخت وقائع پیش آجاتے ہیں۔ کسی حکومت کے جھنڈے کو گرا دیجئے۔ کوئی توہین کر دیجئے۔ کہیں سے اکھاڑ دیجئے دیکھئے کس طرح جنگ کی تیاری ہو جاتی ہے۔ یہ یونیفارم صرف لباس ہی میں نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی جسم میں بھی بعض بعض علامتیں رکھی جاتی ہیں۔ بعض قوموں میں ہاتھ میں یا جسم میں کوئی گودنا گودا جاتا ہے۔ بعض میں کان ناک چھید کر کے حلقہ ڈالا جاتا ہے۔ بعض میں بال باقی رکھے جاتے ہیں۔ بعض میں سر پر چوٹی رکھی جاتی ہے الغرض یہ طریقہ امتیاز شعبہ ہائے مختلفہ اور اقوام و حکومات اور ملل کا ہمیشہ سے اور تمام اقوام میں اطراف عالم میں چلا آتا ہے اگر نہ ہو تو کوئی گروہ کوئی قوم کوئی حکومت دوسرے سے ممیز نہ ہو سکے ہم کو کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فوجی ہیں یا ملکی، پولیس ہے یا ڈاکیہ یا ریلوے کا ملازم ہے یا بحری جہازوں کا افسر ہے یا ماتحت جرنیل ہے یا میجر اسی طرح ہم کس طرح جان سکتے ہیں کہ یہ

شخص روسی ہے یا فرانسیسی امریکن ہے یا آسٹرین وغیرہ وغیرہ۔ ہر زمانے اور ہر ملک میں اس کا لحاظ ضروری سمجھا گیا ہے۔

(ب) جو قوم اور جو ملک اپنے یونیفارم کی محافظ نہیں رہی وہ بہت جلد دوسری قوموں میں منجذب ہو گئی۔ حتیٰ کہ اس کا نام ونشان تک بھی باقی نہ رہا۔ اسی ہندوستان میں یونانی آئے، سنتھین آئے، آریہ آئے، افغان آئے، تاتاری ترک آئے، مصری اور سوڈانی آئے، مگر مسلمانوں سے پہلے جو قومیں بھی پہلے آئیں آج ان میں سے کیا کوئی ملت یا قوم متمیز ہے۔ کیا کسی کی بھی ہستی علیحدہ بتلائی جا سکتی ہے؟ سب کے سب ہندو قوم میں منجذب ہو گئے۔ وجہ صرف یہ تھی کہ انہوں نے اکثریت کے یونیفارم کو اختیار کر لیا۔ وضع قطع، چوٹی، ساڑھی، رسم ورواج وغیرہ میں انہیں کے تابع ہو گئے۔ اس لئے ان کی ہستی مٹ گئی۔ باوجود اختلاف عقائد سب کو ہندو قوم کہا جاتا ہے اور کسی کی قومی ہستی جس سے اس کی امتیازی شان ہو باقی نہیں رہی۔ جن قوموں نے امتیازی یونیفارم قائم رکھا وہ آج اپنی قومیت اور ملیت کا تحفظ اور امتیاز رکھتے ہیں۔ پارسی قوم ہندوستان میں آئی۔ ہندو قوم اور راجوں نے ان کو ہضم کرنا چاہا۔ عورتوں کا یونیفارم بدلوا دیا۔ معیشت اور زبان بدلوادی مگر مردوں کی ٹوپی نہ بدلی گئی بالآخر آج وہ زندہ قوم اور موجود و ممتاز ملت ہیں۔ سکھوں نے اپنی امتیازی وردی قائم کی مراد داڑھی کے بالوں کو محفوظ رکھا۔ آج ان کی قوم امتیازی

حیثیت رکھتی ہے اور زندہ قوم شمار کی جاتی ہے۔ انگریز سولہویں صدی کے آخر میں آیا۔ تقریباً ڈھائی سو برس گذر گئے ہیں نہایت سرد ملک کا رہنے والا ہے مگر اس نے اپنا یونیفارم کوٹ، پتلون، ہیٹ، کالر، بکٹائی اس گرم ملک میں نہ چھوڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اسکو پینتیس کروڑ والا ملک اپنے میں ہضم نہ کرسکا۔ اس کی قوم اور ملت علیحدہ ملت ہے۔ اس کی ہستی دنیا میں قابل تسلیم ہے۔ مسلمان اس ملک میں آئے اور تقریباً ایک ہزار برس سے زائد ہوتا ہے کہ جب سے آئے ہیں اگر وہ اپنے خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو آج اسی طرح ہندو قوم میں نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلے آنے والی قومیں ہضم ہو کر اپنا نام ونشان مٹا گئیں۔ آج بجز تاریخی صفحات کے ان کا نام ونشان کرۂ زمین پر نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں نے نہ صرف یہی کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا بلکہ یہ بھی کیا کہ اکثریت کے یونیفارم کو مٹا کر اپنا یونیفارم پہنانا چاہا۔ چند ہزار تھے اور چند کروڑ بن گئے۔ صرف یہی نہیں کیا کہ پاجامہ، کرتہ، عبا، قبا، عمامہ، دستار محفوظ رکھا بلکہ مذہب، اسماء رجال ونسل، تہذیب وکلچر، رسم ورواج، زبان وعمارت وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا۔ اس لئے ان کی ایک مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی اور جب تک اس کی مراعات رہیں گی۔ رہیں گے۔ اور جب چھوڑیں گے مٹ جائیں گے۔

(۳) ہر قوم نے جب بھی ترقی کی ہے تو اس کی کوشش کی ہے کہ اس کا یونیفارم اس کا کلچر اس کا مذہب، اس کی زبان دوسروں پر غالب ہو اور دوسرے

ممالک و اقوام میں پھیل جائے۔ آریہ قوم کی تاریخ پڑھو۔ فارسیوں کے کار
نامے دیکھو، کلدانیوں اور عبرانیوں کی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ یہودیوں اور
عیسائیوں کی تہذیب کو غور سے دیکھو۔ دور کیوں جاتے ہو۔ عربوں اور
مسلمانوں کے اولوالعزم اعمال آپ کے سامنے موجود ہیں۔ زبان عربی صرف
ملک عرب کی زبان تھی، عراق، سیریہ، فلسطین، مصر، سوڈان، الجیریا، تیونس
مراکش، فارس، صحرا، لیبیا، سینیگال، حبش وغیرہ میں کوئی شخص نہ عربی
زبان سے آشنا تھا نہ مذہب اسلام سے نہ اسلامی رسم و رواج سے۔ مگر عربوں
نے ان ملکوں میں اس طرح اپنی زبان، اپنا کلچر، اپنی تہذیب جاری کر دی کہ
وہاں کی غیر مسلم اقوام بھی اسلامی یونیفارم اسی کلچر تہذیب اسی زبان کو اپنی چیزیں
سمجھتے ہیں۔ اسرائیلی قومیں، کلدانی نسلیں، عبرانی خاندان، ترکی برادریاں، بڑی
بڑی ذاتیں وغیرہ وغیرہ اس دیار میں سب کی سب منضم ہو گئی ہیں۔ اگر کسی کو اپنی
ذات اور خاندان کا کچھ علم بھی ہے تو وہ بھی خیال و خواب ہے۔ سب کے
سب اپنے کو عرب ہی سمجھتے اور عربیت ہی کے دعویدار ہیں۔ انگلستان
کو دیکھئے یہ اپنے جزیرہ سے نکلتا ہے کینیڈا، آسٹریلیا، امریکہ، نیوزی لینڈ، کیپ
ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ وغیرہ وغیرہ میں پوری جد و جہد کر کے اپنی زبان، اپنا کلچر
اپنی تہذیب، اپنا مذہب، اپنا لباس وغیرہ پھیلا دیتا ہے جو لوگ اس کے مذہب
میں داخل بھی نہیں ہوتے وہ بھی اس کی تہذیب اور فیشن وغیرہ میں منجذب

ہو جاتے ہیں اور یہی حال ہندوستان میں روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ ہندو قوم
اسی سیلاب کو دیکھ کر اپنی وہ مُردہ زبان سنسکرت جس کو تاریخ کسی طرح عام
زبانِ ہندوستان یا کم از کم آریہ نسل کی نہیں بتا سکتی، آج اس کی اشاعت
کی پُرزور کوشش کر رہی ہے اس کا لیکچرار کھڑا ہوتا ہے اور فی صدی پچاس
یا اس سے زائد الفاظ سنسکرت بکے ٹھونس کر اپنی تقریر کو ناقابلِ فہم بنا دیتا ہے
خود اس کی قوم ان الفاظ کو نہیں سمجھ سکتی۔ اور بالخصوص اس کا مذہبی واعظ
تو تقریباً اسّی نوّے فی صدی الفاظ سنسکرت اور بھاشا کے بولتا ہے مگر بات
یہ ہے کہ اس کی قوم اس کو بنظرِ استحسان ہی دیکھتی ہے، بڑے بڑے گروکل
اور ودیا پیٹھ اس زبانِ مردہ کو زندہ کرنے کے لیے جاری ہیں۔ حالانکہ روئے
زمین پر کوئی قوم یا ملک اس زبان کا بولنے والا موجود نہیں ہے اور غالباً پہلے
کسی زمانے میں بھی یہ زبان عام پبلک زبان نہ تھی۔ وہ انتہائی کوشش کر رہا ہے
کہ تمام ہندوستان میں اس کے قدیمی رسم خط کو جاری کیا جائے حالانکہ وہ
نہایت ناقص رسم خط ہے۔ وہ اپنی انتہائی کوشش کر رہا ہے کہ دھوتی باندھنا
نہ چھوڑے۔ اس کا ایم۔ ایل۔ سی، ایم۔ ایل۔ اے، اسمبلی کا پریسیڈنٹ
اس کی قوم کا جج، ڈپٹی کلکٹر وغیرہ وغیرہ دھوتی باندھ کر، سر کھول کر قمیض پہن کر
برسرِ اجلاس آتا ہے، حالانکہ دھوتی میں پاجامہ سے بدرجہا زیادہ کپڑا خرچ
ہوتا ہے پردہ بھی پورا نہیں ہوتا۔ سردی اور گرمی سے بھی پوری حفاظت نہیں

ہوتی۔ باوجود ان سب امور کے پائجامہ پہننا اختیار نہیں کرتا۔ چوٹی سر پر رکھنا، جنیؤ لگانا ضروری سمجھتا ہے۔ یہ کیا چیزیں ہیں؟ کیا یہ قومی شعار یا یونیفارم نہیں ہے؟ کیا اسی وجہ سے وہ اپنی ہستی کی صورت قائم نہیں کر رہا ہے؟ گرونانک اور اس کے اتباع نے چاہا کہ اپنے تابعداروں کی مستقل ہستی قائم کریں تو بالوں کا منڈانا، ڈاڑھی کا کتروانا یا منڈانا، لوہے کے کڑے کا پہننا، کرپان کا رکھنا قومی یونیفارم بنادیا۔ آج اس شعار پر سکھ قوم مری جاتی ہے۔ اس گرم ملک میں طرح طرح کی تکالیف سہتی ہے مگر بالوں کا کتروانا، یا منڈانا قبول نہیں کرتی۔ اگر وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے تو دنیا سے اس کی امتیازی ہستی اور قومی وجودیت فنا کے گھاٹ اتر جائے گی۔

مذکورہ بالا معروضات سے بخوبی واضح ہے کہ کسی قوم اور مذہب کا دنیا میں مستقل وجود جب ہی قائم ہو سکتا ہے ور باقی جب ہی رہ سکتا ہے جب کہ وہ اپنے لئے خصوصیات وضع قطع میں تہذیب و کلچر میں بود و باش میں زبان و عمل میں قائم کرلے۔ اس لئے ضروری تھا کہ مذاہب اسلام جو کہ اپنے عقائد، اخلاق، اعمال وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہب دنیا دیہ اور تمام اقوام عالم سے بالاتر تھا اور ہے خصوصیات یونیفارم مقرر کئے اور ان کے تحفظ کو قومی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہوا ان کے لئے جان لڑا دے۔ اس کی وہ خصوصیات اور یونیفارم خداوندی تابعداروں اور الٰہی بندوں

کی یونیفارم ہوں جن سے وہ اللہ کے سرکشوں اور دشمنوں سے متمیز اور علیحدہ ہو جائے اور ان کی بنا پر باغیان اور بندگان بارگاہِ الوہیت میں تمیز ہوا کرے۔ چنانچہ یہی راز۔

من تشبہ بقوم فھو منھم (ابوداؤد جلد ۲ والجامع الصغیر جلد ۲ وقال حسن) کا ہے جس پر لیسا اوقات نوجوانوں کو بہت غصہ آجاتا ہے۔ اسی بنا پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تابعداروں کے لئے خاص یونیفارم تجویز فرمایا۔ کہیں فرمایا جاتا ہے (ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنے سے ہوتا ہے) فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس او کما قال (ترمذی جلد ۲ واسنادہ لیس بالقائم) اسی بنا پر مخالفت اہل کتاب مانگ نکالنے میں اختیار کی گئی۔ اسی بنا پر ازار اور پاجامہ میں ٹخنے کھولنے کا حکم کیا گیا تاکہ اہل تکبر سے تمیز ہو جائے۔ اسی طرح بہت سے احکام اسلام میں پائے جاتے ہیں جن کے بیان میں طول ہے اور جن میں یہودیوں سے، نصاریٰ سے، مجوسیوں سے مشرکوں سے امتیاز اور علیحدگی کا حکم کیا گیا ہے اور ان امور کو ذریعہ امتیاز بنایا گیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو مردوں اور مردوں کو عورتوں سے علیحدہ علیحدہ یونیفارم میں دیکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اور عورتوں کے یونیفارم میں رہنے والے مرد اور مردوں کے یونیفارم میں رہنے والی عورت کو لعنت کی گئی۔ انہیں امور میں سے

عربی میں خطبہ جاری کرنا بھی ہے اور انہی امور میں سے مونچھ کا منڈانا اور کتروانا اور داڑھی کا بڑھانا بھی ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے خالفوا المشرکین وفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب بخاری ص... ومسلم ص۱۲۹ جزوا الشوارب وارخوا اللحیٰ خالفوا المجوس (مسلم ص۱۲۹ وابوعوانہ ص۱۸۸) من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا (احمد ترمذی ص... نسائی ص...)

ان روایات کے مثل اور بہت سی روایتیں کتب حدیث میں موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مشرکین اور مجوس داڑھی منڈاتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے جیسا کہ آج عیسائی اور ہندو قوم کر رہی ہے اور یہ امر ان کے مخصوص یونیفارم میں داخل تھا۔

بنابریں ضروری تھا کہ مسلمانوں کو دوسرے یونیفارم کا جو کہ ان کے یونیفارم کے خلاف ہو حکم کیا جاتے نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لوگوں کا داڑھی بڑھانے کے متعلق یہ کہنا کہ یہ عمل اس زمانے میں عرب کے رواج کی وجہ سے ہے جو کہ اس میں جاری تھا کہ داڑھیاں بڑھاتے تھے اور مونچھیں کٹاتے تھے غلط ہے بلکہ اس زمانے میں بھی مخالفین اسلام کا یہ شعار تھا۔

جس طرح اس قسم کی روایات مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ یہ یونیفارم مشرکین اور مجوس کا تھا اس لئے ضروری ہوا کہ مسلمانوں کو ان کے خلاف یونیفارم دیا جائے تاکہ تمیز کامل ہو۔ اسی طرح حدیث عشر من الفطرۃ

قص الشارب واعفاء اللحیۃ (ابوداؤد وغیرہ) بتلا رہی ہے کہ
بارگاہ خداوندی کے خاص خاص مقربین اور نمائندوں (انبیاء اور مرسلین
علیہم السلام) کے یونیفارم میں سے مونچھوں کا کترواتا اور ڈاڑھی کا بڑھانا ہے
کیونکہ فطرت انہی امور کو اس جگہ میں کہا گیا ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام
کے شعار میں سے تھے۔

جیسا کہ بعض روایتوں میں بجائے لفظ فطرت کے (من سنن المرسلین)
یا اس کا ہم معنی موجود ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ یہ ایک خاص یونیفارم اور شعار ہے جو کہ مقربان بارگاہ احدیت
کا ہمیشہ سے یونیفارم رہا ہے اور پھر دوسری قومیں اس کے خلاف کو
اپنا یونیفارم بناتے ہوتے ہیں۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو توڑنے والی
ہیں۔ اس لئے دو وجہ سے اس یونیفارم کو اختیار کرنا ضروری ہوا۔

۲- علاوہ ازیں ایک محمدی کو حسب اقتضاء فطرت اور عقل لازم
ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے آقا کا سا رنگ ڈھنگ، چال چلن، صورت، سیرت،
فیشن، کلچر وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن اور کلچر
سے پرہیز کرے ہمیشہ عقل اور فطرت کا تقاضا یہی رہا ہے اور یہی ہر قوم اور
ہر ملک میں پایا جاتا ہے اور آج یورپ سے بڑھکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے؟ واقعات کو دیکھئے اس بناء پر بھی ان کے

خصوصی شعار اور فیشن ہیں ہم کو ان سے انتہائی تنفر ہونا چاہیئے خواہ وہ کرزن فیشن ہو یا گلیڈ اسٹون فیشن ہو۔ خواہ فرنچ ہو یا امریکن خواہ وہ لباس سے تعلق رکھتا ہو یا بدن سے خواہ وہ زبان سے متعلق ہو یا تہذیب عادات سے ہر جگہ اور ہر ملک میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب چیزیں پیاری ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض اور اوپری بالخصوص جو چیزیں دشمن کی خصوصی اور شعار ہو جائیں۔ اس لئے ہماری جدوجہد اس میں ہونی چاہیئے کہ ہم غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے فدائی بنیں نہ کہ غلامان کرزن رہارڈنگ وفرانس وامریکہ وغیرہ۔

باقی رہا امتحان مقابلہ یا ملازمتیں یا ایک آفس کے ملازموں کے طعنے وغیرہ تو یہ نہایت کمزور امر ہے۔ سکھ امتحان مقابلہ بھی دیتے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے عہدوں پر بھی مقرر ہیں۔ اپنی وردی پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ کوئی ان کو ٹیڑھی اور بھینگی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔ باوجود اپنے قلیل التعداد ہونے کے سب سے زیادہ ملازمتیں اور عہدے لئے ہوئے خوار ہے ہیں اسی طرح ہندوؤں میں بھی بکثرت ایسے افراد اور خاندان پائے جاتے ہیں۔ پٹیل کی ڈاڑھی کو دیکھئے اور برہمو سماج وغیرہ کے بہت سے بنگالیوں اور گجراتیوں کا معائنہ کیجئے۔ یہ سب ہماری کمزوریوں کی وجہ ہے۔

داڑھی کے متعلق حکمائے یورپ کے افکار

از مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ کے بعد (جو قرآن و حدیث اور عقلی و نقلی دلائل پر مشتمل ہیں) قطعاً ضرورت نہیں تھی کہ حکمائے یورپ کے اقوال پیش کریں۔ لیکن ہمارا طبقہ جو ڈاڑھی کو غیر ضروری سمجھتا ہے ان کی اکثریت چونکہ دانایان مغرب کے خیالات پر زیادہ اعتماد کرتی ہے۔ اس لئے ہم بعض ماہر ڈاکٹروں کے اقوال پیش کرتے ہیں، جس سے آپ کو ڈاڑھی رکھنا طبی طور پر بھی ضروری محسوس ہوگا۔

امریکن ڈاکٹر چارلس ہومر لکھتا ہے

"ڈاڑھی اور مونچھیں انسان کے چہرے کو مردانہ قوت استحکام ثبوت کمال رجولیت اور علامات امتیاز بخشتی ہیں اور اس کا بقاء و تحفظ بھی دلیری کی بناء پر ہوتا ہے یہی تھوڑے سے بال ہیں جو مرد کو زنانہ صفات سے ممتاز بناتے ہیں"

یہی ڈاکٹر اور جگہ لکھتا ہے :-

"خدا نے ڈاڑھی اور مونچھیں اسی لئے بنائی تھیں کہ ان سے مردوں کے چہرے کی زینت ہو جو لوگ ڈاڑھی کا مذاق و مخول اڑاتے ہیں وہ حضرت یسوع مسیح کا مذاق

دمخول اڑاتے ہیں اس لئے کہ مسیح ڈاڑھی رکھتے تھے۔

ایک اور ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

"اگر سات نسلوں تک مردوں میں ڈاڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے ڈاڑھی کے پیدا ہوگی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مادہ منویہ کم ہوتے آٹھویں نسل بے اولاد ہوگی میں مفقود ہو جائے گا۔"

ایک اور ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں

"نیچی ڈاڑھی سفر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینے تک پہنچنے سے روک دیتی ہے۔"

ایک اور ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

ڈاڑھی پر بار بار استرا چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے۔ اور ان کی بینائی کمزور ہوتی رہتی ہے۔"

یہ اقتباسات مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کے رسالہ ڈاڑھی کی قدر و قیمت سے اخذ کئے گئے ہیں۔ یہ بہت عمدہ کتاب ہے۔ اس کی قیمت ۵۰ پیسے ہے۔ کتب خانہ رحیمیہ ملتان سے مل سکتی ہے۔ اس کا مطالعہ فرمادیں۔ اس موضوع پر بہت اچھی اور جامع تحریر ہے۔

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ سبحانہ ہمیں محض اپنے فضل سے صحیح علم نصیب فرمادیں اور جرأت و ہمت سے علم پر عمل کی توفیق نصیب فرمادے۔ آمین!

۶۹
احسن الکلام
فی
ترک القرأۃ خلف الامام
مصنفہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر
اس کتاب
میں قرآن کریم، صحیح احادیث، آثار صحابہ اور اقوال سلف
صالحین سے ثابت کیا گیا ہے کہ مقتدی کیلئے قرآن کریم کے کسی حصہ (فاتحہ وغیرہا) کی
قرأت کرنے کی اجازت نہیں ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں
کافی عرصہ کے بعد دوبارہ شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے
شائع کردہ، مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

خزائن السنن جلد اول از کتاب الطہارۃ تا کتاب البیوع / جلد دوم۔ کتاب البیوع

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب صفدر دام مجدہم جو ترمذی شریف پڑھاتے رہے ہیں ان تقاریر کا مجموعہ کتاب البیوع تک خزائن السنن جلد اول کافی عرصہ پہلے شائع ہو چکا ہے کتاب البیوع پر مشتمل ابحاث جو مولانا صفدر صاحب کے بیٹے حافظ عبد القدوس قارن نے طلبہ کو پڑھانے کے دوران جمع کیں ان کو خزائن السنن جلد دوم کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔

بخاری شریف غیر مقلدین کی نظر میں

ہر جگہ غیر مقلدین عوام الناس کو یہ باور کراتے ہیں کہ ہم بخاری شریف ہی کو اپنا دلیل مانتے ہیں۔ اس رسالہ میں تقریباً چار درجن مسائل کی نشاندہی باحوالہ کی گئی ہے جن مسائل میں غیر مقلدین حضرات بخاری شریف کو نہیں مانتے۔

مروجہ قضاء عمری بدعت ہے

علامہ عبد الحی لکھنوی کی کتاب ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعۃ رمضان کا اردو ترجمہ ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں جو قضاء عمری کے نام سے لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے بلکہ یہ بدعت ہے۔ اور اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ قضاء کی کس قسم کی نمازوں سے فتویٰ دیا جا سکتا ہے اور کس قسم کی نمازوں سے نہیں۔

ضوء السراج فی تحقیق المعراج

یعنی

چراغ کی روشنی

مؤلفہ حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث، اجماع صحابہ کرام رضو جمہور سلف و خلف اور تحریرات مرزا صاحب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حالت بیداری میں جسم عنصری کے ساتھ معراج کرائی گئی نیز معجزات کی تحقیق بھی بیان کر دی گئی ہے اور حضرت عائشہ رضو حضرت امیر معاویہ رضو احضرت حسن بصری رح شیخ محی الدین عربی شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ کی طرف جو معراج جسمانی کا انکار منسوب کیا جاتا ہے اس کے دندان شکن جوابات بھی پیش کر دیئے گئے ہیں، الغرض مسئلہ معراج پر جو بھی نقلی اور عقلی اعتراضات ہو سکتے تھے سب کا اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قلع قمع کیا گیا ہے۔

جنت کے نظارے

یہ کتاب علامہ ابن القیم کی کتاب حادی الارواح الی بلاد الافراح کا اردو ترجمہ ہے جس میں جنت اور اسکی نعمتوں کا ذکر صحیح احادیث کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ اور جنت سے متعلق اس قدر معلومات دی گئی ہیں جو شاید ہی کسی اور کتاب میں مل سکیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع

یہ کتاب علامہ کوثری مصری کی کتاب تانیب الخطیب کا اردو ترجمہ ہے جس میں ان اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں جو خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں امام ابو حنیفہ پر نقل کیے ہیں۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا ارشاد الحق صاحب اثری کا مجذوبانہ واویلا

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب دامت برکاتہم کی کتابوں پر تنقید کی غرض سے ایک کتاب جناب اثری صاحب نے لکھی جس کا نام انھوں نے مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں رکھا۔ اس کتاب میں اثری صاحب کے اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

تصویر بڑی صاف ہے آنکھیں چوٹ گئے جواب آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے۔

جناب اثری صاحب نے دوسری کتاب مجذوبانہ واویلا کا جواب لکھا۔ یہ کتاب اس کے جواب کا جواب ہے۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب منظر عام پر آرہی ہے

حمیدیہ ترجمہ و شرح اردو رشیدیہ

درس نظامی میں شامل فن مناظرہ کی کتاب رشیدیہ کا اردو ترجمہ مع آسان مختصر تشریح ہے۔